ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵   جمعۃ المبارک   ۹ر جنوری ۱۹۹۸ء   شمارہ ۲
۱۰ر رمضان ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۹ر صلح ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

دینی خدمت وہی بجالا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو

”میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تاتم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو ان باتوں پر عمل کرو۔ اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آج کل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بناء پر ہے۔ اس لئے لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں تاکہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے۔

میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور یہ قرار دئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔

مگر وہ سچا فلسفہ ان کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وہ ان کو اور صرف انہیں کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں۔ جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں۔

پس ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہلِ دِل اور اہلِ ذِکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ اُن علوم کو اسلام کے تابع کرتے، اُلٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زُعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجالا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو“۔ (ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۴۳)

رمضان کا سب سے بڑا پھل اور اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے

روزوں میں نیکی اللہ کی رضا کی نیکی ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۹۷ء)

لندن (۲۶ر دسمبر) : سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورہ البقرہ کی آیات ۱۸۶ اور ۱۸۷ ﴿شَہرُ رَمَضانَ الّذی اُنزِلَ فیه القُرآن .... الخ﴾ تلاوت کیں اور فرمایا کہ میں رمضان سے پہلے کے جمعہ میں رمضان کے متعلق باتیں کرتا ہوں۔ بعض دفعہ یہ سلسلہ رمضان میں بھی پھیل جاتا ہے۔ یہ ایسے مسائل ہیں جو بار بار سننے کے باوجود پھر بھی فراموش ہو جاتے ہیں۔ ”ذَکِّر اِن نَفَعَتِ الذِّکری“ میں یہ نصیحت ہے کہ بار بار اور زور سے نصیحت کیا کر یہ فائدہ دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ نئے آنے والوں کی بھی بڑی تعداد ہے پھر چھوٹے بچے بڑے ہو رہے ہیں۔ اگر آپ سمجھیں کہ آپ کو ان باتوں کا علم ہے پھر بھی تسلی رکھیں کہ اکثر ایسے ہیں جن کو ان باتوں کا علم نہیں اور جو سمجھتے ہیں کہ ان کو علم ہے ان کو بھی وہم ہے کہ انہیں علم ہے کیونکہ جب مضمون شروع ہوگا تو معلوم ہوگا کہ یہ ایسا مضمون ہے جس میں گہرائی میں اترنے کی ضرورت ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے شَہرُ رَمَضانَ الّذی اُنزِلَ فیه القُرآن کے معانی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا ایک ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں قرآن اترا۔ حضور نے فرمایا کہ رمضان تو بعد میں فرض ہوا اور قرآن تو نبوت کے پہلے دن سے اتارا گیا تھا۔ اس لئے اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ جتنا قرآن اتر چکا تھا وہ رمضان میں دہرایا جاتا تھا۔ دوسرا معنی اس کا یہ ہے کہ یہ دہ

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ”ملاقات“ کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام ”ملاقات“ کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔

ہفتہ، ۲۰ر دسمبر ۱۹۹۷ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بچوں کے ساتھ کلاس نمبر ۴۵ جو ۲ر دسمبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔ سب سے پہلے ایک بچے نے سچائی پر لکھی ہوئی تقریر پڑھی۔ دوسرے بچے نے شیر پر تقریر کی۔ حضور انور نے بتایا کہ شیر جنگل کا بادشاہ ہے لیکن وہ کبھی بھی خاموشی سے کھڑے جانور کو نہیں مارتا کیونکہ ہر بہادر کی فطرت میں یہ وصف ہے کہ بے یار و مددگار کھڑے جانور کو نہیں مارتے۔ حضور انور نے بہت سے جانوروں کے فطرتی اوصاف بیان فرمائے اور چیونٹی کی مستقل مزاجی اور کس طرح سکاٹ لینڈ کے بادشاہ Bruce نے اس سے سبق سیکھ کر Try try again والی نظم کے مطابق اپنی شکست کو فتح میں بدل کر دم لیا، کا ذکر فرمایا۔

اتوار، ۲۱ر دسمبر ۱۹۹۷ء :

آج انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ریکارڈ کی گئی ملاقات نشر ہوئی۔ سوال و جواب کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہے۔

☆......رومن کیتھولک چرچ میں حضرت مریم کو بھی زندہ آسمان پر تصور کرتے ہیں۔ اسلامی عقیدہ کیا ہے ؟ حضور انور نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ یا ان کی والدہ دو معبود ہیں۔ کیونکہ صلیب کے بعد دونوں ہی روپوش ہو گئے تھے اس لئے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ بھی آسمان پر چلی گئیں۔

☆...... آج کل کی تحقیقات کے مطابق اگر تھوڑی سی مقررہ مقدار الکحل کی استعمال کر لی جائے تو وہ عمدہ صحت کو برقرار رکھتی ہے۔ حضور کی کیا رائے ہے ؟۔ حضور انور نے برجستہ فرمایا کہ بہت سے مسلمانوں کی صحت بہت عمدہ ہے اور انہوں نے کبھی شراب نہیں چکھی۔ کیا سگریٹ اور پورک پر بھی یہی فارمولا استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ تھوڑی شراب پر اکتفا نہیں کریں گے آہستہ آہستہ مقدار بڑھتی جائے گی۔

☆...... میوزک سننے کے بارے میں سوال کیا گیا جس کے متعلق ان کالمز میں حضور انور کی رائے کا اظہار پہلے کیا جا چکا ہے۔

☆...... اٹلی میں ایک شخص کے ہاتھوں پر اسی طرح زخم ظاہر ہو جاتے ہیں جس طرح حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں پر صلیب دئے جانے کے وقت ہوئے تھے۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟
حضور نے فرمایا کہ انسانی مائنڈ (Mind) اتنا مضبوط ہے کہ انسان پہلے یہ تصور کرتا ہے کہ مجھے یہ تکلیف ہے تو مائنڈ اعصاب کو یہ پیغام بھیجتا ہے۔ یہ امر انسانی نفسیات سے متعلق ہے۔ حضور انور نے اس سلسلہ میں phantom pain کا ذکر فرمایا۔

☆...... ہم خدا کو نیچر کی کس حد تک سمجھ سکتے ہیں ؟

☆...... کینسر کیا ہے اور اس کا علاج کس طرح اور کس حد تک ممکن ہے ؟ حضور انور نے تفصیل کے ساتھ اس کے جواب پر روشنی ڈالی۔

☆...... ایک صاحب نے آئرلینڈ میں بچوں کی تربیت کے بارے میں تأسف کا اظہار کیا کہ ان کی اخلاقی حالت تنزل کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ حضور نے فرمایا تمام دنیا کا یہی حال ہے۔ اگر آپ انسانی نفسیات میں بچپن سے صداقت کا بیج بو دیں تو وہ کبھی لامذہب اور بد اخلاق نہیں ہونگی۔

☆...... آخر میں مذہب میں Rationality کے کردار پر سوال کئے گئے۔

سوموار، ۲۲ر دسمبر ۱۹۹۷ء :

آج حضور انور کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۸۵ جو ۶ر جون ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ سلفر کے مختلف فوائد زیر بحث آتے رہے۔

منگل، ۲۳ر دسمبر ۱۹۹۷ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۲۳ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ کلاس کا آغاز سورہ السباء کی آیت نمبر ۱۱ سے ہوا۔ آیت نمبر ۱۰ میں عبد منیب کا ذکر تھا۔ آیت نمبر ۱۱ میں فوراً ہی ایک عبد منیب یعنی حضرت داؤد کو عطا کئے گئے فضل کا بیان فرمایا کہ ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا کہ وہ بھی داؤد کے ساتھ

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پز ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

مقصدِ صیام ـــــ حصول تقویٰ

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزے مومنوں پر فرض کرتے ہوئے ان کی غرض وغایت یہ بیان فرمائی ہے "لَعلکُم تتقُون" تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ایک وسیع المعانی لفظ ہے اور قرآن مجید واحادیث نبویہ میں اور اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات وفرمودات میں اس کے مختلف پہلوؤں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ تقویٰ کے لفظ میں بنیادی حروف و، ق اور ی ہیں جس کے معنے بچنے کے ہیں۔ چنانچہ عربی میں اسی مادہ سے ایک لفظ 'وقایۃ' ہے جس کے معنی ڈھال کے ہیں جو دشمن کے حملہ سے بچاؤ اور حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد مبارک میں روزوں کو بھی ڈھال قرار دیا ہے کیونکہ روزے انسان کے گناہوں کی بخشش اور نجات کا ایک ذریعہ ہیں۔ روزہ کا مقصد صرف بھوکا اور پیاسا رہنا نہیں بلکہ خدا کے حکم کے تابع اس کی رضا کی خاطر جب انسان بعض حلال چیزوں کو بھی ترک کرتا ہے اور عبادت میں شغف اور کثرت دعا اور انابت الی اللہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں میں آگے بڑھنے کی سعی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت ومغفرت کے ساتھ اس سے زیادہ شفقت اور رحم کے ساتھ اس پر جھکتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔ اور جو خدا کی پناہ میں آجائے کون ہے جو ایسے شخص کو کسی قسم کی تکلیف یا دکھ پہنچا سکے۔ اور یہی روزے کا مقصود ہے کہ انسان اللہ کا تقویٰ اختیار کرے یعنی خدا کو اپنی سپر بنائے اور اس کی حفظ وامان کے سایہ تلے آجائے۔ پس روزہ تمام دینی ودنیوی شر ور سے حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔

حضرت نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ " الصَّومُ لی واَنا اُجزیَ بہ" یعنی روزہ میرے لئے ہے اور روزہ کی جزاء خود میری ذات ہے۔ اب جسے خدا مل جائے اسے اور کیا چاہئے ؎

تجھے سب زور وقدرت ہے خدایا — تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا

پس روزوں کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ تا ان کے ذریعہ مومنین قرب الٰہی حاصل کریں اور خدا تعالیٰ کو اپنی سپر اور پناہ بنائیں۔

اس وقت ہم جس دور سے گزر رہے ہیں یہ دور بہت ہی پر فتن اور پر آشوب ہے۔ دجالیت کے عنکبوتی تاروں نے معاشرہ کو اپنے شکنجوں میں جکڑ رکھا ہے۔ دہریت اور الحاد کی زہریلی ہوائیں ہر طرف چل رہی ہیں۔ قسما قسم کی فحشاء اور بدیوں اور طرح طرح کے مکرو فریب نے اس خطہ زمین کا امن اٹھا دیا ہے۔ " اِنَّ النّفسَ لأمّارَۃٌ بالسّوءِ" ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ لیکن نفس امارہ کے اندرونی حملوں اور شیطان کے بیرونی مفاسد سے بچنے کی ایک اور صرف ایک ہی صورت ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہماری دستگیری فرمائے اور اپنی پناہ میں لے لے۔

رمضان کا بابرکت مہینہ اور روزوں کے ایام ہمارے لئے اس امر کا بہترین موقعہ ہیں کہ ہم تیزی کے ساتھ قرب الٰہی کی شاہراہ پر آگے بڑھیں اور اپنے رحیم وکریم اللہ کی طرف صدق وانابت کے ساتھ توبہ کرتے ہوئے اس کی رحمت کے لئے ملتجی ہوں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :

"......پس کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے کلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بے باکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی، کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا۔ اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لئے اس دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت گزر چکے۔ سو اپنے مولا کو ناراض مت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر بچ سکتے ہو۔

اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بے قراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصہ کے ساتھ گزریں گے۔ **خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ سو خدا کی طرف آؤ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو اور اس کے فرائض میں سستی نہ کرو اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو۔ اور آسمانی قہر سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات ہے۔**

(کشتی نوح)

مناجات

(کلام حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

علاجِ دردِ دل تم ہو- ہمارے دلرُبا تم ہو
تمہارا مدّعا ہم ہیں- ہمارا مدّعا تم ہو

مری خوشبو- مرا نغمہ- مرے دل کی غذا تم ہو
میری لذت- مری راحت- مری جنت شہا تم ہو

مرے دلبر - مرے دلدار- گنجِ بے بہا تم ہو
صنم تو سب ہی ناقص ہیں فقط کامل خدا تم ہو

مرے ہر درد کی، دکھ کی، مصیبت کی دوا تم ہو
رجا تم ہو- غِنا تم ہو- شفا تم ہو- رضا تم ہو

جفا مَیں ہوں- وفا تم ہو- دعا مَیں ہوں- عطا تم ہو
طلب مَیں ہوں- سخا تم ہو- غرض میرے پیا تم ہو

مرا دن تم سے جگمگ ہے- مری شب تم سے ہے جھم جھم
مرے شمس الضحیٰ تم ہو- مرے بدرالدجیٰ تم ہو

سجھائی کچھ نہیں دیتا تمہارا گر نہ ہو جلوہ
کہ دل کی روشنی تم ہو اور آنکھوں کی ضیا تم ہو

"ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی"
وہ علّام الغیوب اور واقفِ سرّ و خفا تم ہو

بہت صیقل کیا ہم نے جلا دیتے رہے ہر دم
کہ تا اس دل کے آئینے میں میرے رُونما تم ہو

کہاں جائیں- کدھر دوڑیں- کسے پوچھیں- کہاں پہنچیں
بھٹکتوں کو سنبھالو- ہادی راہِ ہدیٰ تم ہو

تم ہی مخفی ہو ہر شے میں- تم ہی ظاہر ہو ہر شے میں
ازل کی ابتداء تم ہو- ابد کی انتہاء تم ہو

اَلَستُ پشت آدم میں کہا تھا جس کو وہ میں تھا
سنا قولِ بلیٰ جس نے- وہ میرے رَبَّنا تم ہو

تباہی سے بچا کر گود میں اپنی مجھے لے لو
کہ فانی ہے یہ سب دنیا بس اک روحِ بقا تم ہو

میں شاکر گر ہوں نعمت کا تو صابر بھی مصیبت پر
کہ الفت کی جزا تم ہو- محبت کی سزا تم ہو

ہر اک خوبی مری فیضِ خداوندی کا پرتَو ہے
خِرد- حکمت- بصیرت-معرفت ذہنِ رسا تم ہو

تُرا ہر جا کہ مے بینم رُخِ جاناں نظر آید
حیاتِ جسم- نورِ روح- عالم کی ضیا تم ہو

لگایا عشق ہم سے خود تو پھر ہم بھی لگے مرنے
تمہارے مبتدا ہم تھے- ہمارے منتہا تم ہو

عنایت کی نظر ہو کچھ کہ اپنی ہے حقیقت کیا
تمہاری خاکِ پا ہم ہیں- ہماری کیمیا تم ہو

بھنور میں میری کشتی ہے بچالو غرق ہونے سے
حوالے یہ خدا کے ہے اب اس کے ناخدا تم ہو

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں ہائل
مصائب خواہ کتنے ہوں- ہمارا آسرا تم ہو

ہر اک ذرّے میں جلوہ دیکھ کر کہتی ہیں یہ آنکھیں
تم ہی تم ہو، تم ہی تم ہو- خدا جانے کہ کیا تم ہو

نہ تم اس ہاتھ کو چھوڑو نہ ہم چھوڑیں گے دامن کو
غلامِ میرزا ہم ہیں- خدائے میرزا تم ہو

الٰہی بخش دو میری خطائیں میری تقصیریں
کہ غفّارالذنوب اور ماحیٔ جرم و خطا تم ہو

مناجاتیں تو لاکھوں تھیں مگر اک جنبشِ سَر سے
پسند اِس کو کیا جس نے- وہ میرے کبریا تم ہو

صحف سابقہ کی تاریخ، پیشگوئیوں اور عقائد کو توڑ مروڑ کر بیان کرنے والا کون ہے؟ قرآن مجید یا اناجیل؟

مشہور پادری وہیری کے قرآن مجید پر اعتراضات کے جواب میں
ایک ٹھوس علمی وتحقیقی مقالہ

(سید میر محمود احمد ناصر)

ساتویں قسط

حضرت داؤد علیہ السلام کے واقعات

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں بھی قرآن مجید اور بائبل کے بیانات اشتراک اور اختلاف رکھتے ہیں۔ ایک طرف بائبل حضرت داؤدؑ کو خدا کا مقرب اور خدا کی طرف سے مقرر کردہ اور ساؤل کے مقابلہ میں سموئیل نبی کی معرفت خدا کا ممسوح کہتی ہے اور دوسری طرف نہایت گندے اور ناپاک الزام حضرت داؤدؑ پر عائد کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کے خدا کے ممسوح کئے جانے کے بارے میں لکھا ہے :

"سموئیل نے یسیؔ سے پوچھا تیرے سب لڑکے یہی ہیں؟ اس نے کہا سب سے چھوٹا ابھی رہ گیا ہے وہ بھیڑ بکریاں چراتا ہے۔ سموئیل نے یسیؔ سے کہا اسے بلا بھیج کیونکہ جب تک وہ یہاں نہ آجائے ہم نہیں بیٹھیں گے۔ سو وہ اسے بلوا کر اندر لایا۔ وہ سرخ رنگ اور خوبصورت اور حسین تھا اور خداوند نے فرمایا اٹھ اور اسے مسح کر کیونکہ وہ یہی ہے۔ تب سموئیل نے تیل کا سینگ لیا اور اسے اس کے بھائیوں کے درمیان مسح کیا اور خداوند کی روح اس دن سے آگے کو داؤد پر زور سے نازل ہوتی رہی"۔(۱۔ سموئیل باب ۱۶ آیات ۱۱ تا ۱۳)

اور اس کتاب میں تفصیل سے اس عظیم الشان واقعہ کا ذکر ہے جس میں حضرت داؤدؑ نے جو ابھی چھوٹے سے لڑکے تھے دشمنوں کے زبردست پہلوان جولیت کو جس کے سامنے سے سب اسرائیلی مرد بھاگتے تھے اور ڈرتے تھے محض اپنی غلیل کے پتھر کے ذریعہ ہلاک کیا۔ پھر لکھا ہے :

"داؤد اپنی سب راہوں میں دانائی کے ساتھ
چلتا تھا اور خداوند اس کے ساتھ تھا"۔

(۱۔ سموئیل باب ۱۸ آیت ۱۴)

اور حضرت داؤد کا اپنے رب کے حضور یہ پیارا نغمہ بھی بائبل نے درج کیا ہے۔

"خداوند میری چٹان اور میرا قلعہ اور میرا چھڑانے والا ہے۔ خدا میری چٹان ہے۔ میں اسی پر بھروسہ رکھوں گا۔ وہی میری سپر اور میری نجات کا سینگ ہے۔ میرا اونچا برج اور میری پناہ ہے۔ میرے نجات دینے والے تو ہی مجھے ظلم سے بچاتا ہے میں خداوند کو جو ستائش کے لائق ہے پکاروں گا یوں میں اپنے دشمنوں سے بچایا جاؤں گا کیونکہ موت کی موجوں نے مجھے گھیرا۔ بے دینی کے سیلابوں نے مجھے ڈرایا۔ پاتال کی رسیاں میرے چوگرد تھیں۔ موت کے پھندے مجھ پر آپڑے تھے۔ اپنی مصیبت میں، مَیں نے خداوند کو پکارا۔ میں اپنے خدا کے حضور چلایا۔ اس نے اپنی ہیکل میں میری آواز سنی اور میری فریاد اس کے کان میں پہنچی۔ تب زمین ہل گئی اور کانپ اٹھی اور آسمان کی بنیادوں نے جنبش کھائی اور ہل گئیں۔ اس لئے کہ وہ غضبناک ہوا...... خداوند آسمان سے گرجا اور حق تعالیٰ نے اپنی آواز سنائی...... اس نے اوپر سے ہاتھ بڑھا کر مجھے تھام لیا۔ اور مجھے بہت پانی سے کھینچ کر باہر نکالا۔ اس نے میرے زور آور دشمن اور میرے عداوت رکھنے والوں سے مجھے چھڑا لیا کیونکہ وہ میرے لئے نہایت زبردست تھے۔ وہ میری مصیبت کے دن مجھ پر آ پڑے پر خداوند میرا سہارا تھا۔ وہ مجھ کو کشادہ جگہ میں نکال بھی لایا۔ اس نے مجھے چھڑا لیا اس لئے کہ وہ مجھ سے خوش تھا۔ خداوند نے میری راستی کے موافق مجھے جزا دی اور میرے ہاتھوں کی پاکیزگی کے مطابق مجھے بدلہ دیا۔ کیونکہ میں خداوند کی راہوں پر چلتا رہا اور شرارت سے اپنے خدا سے الگ نہ ہوا۔ کیونکہ اس کے سارے فیصلے میرے سامنے تھے۔ اور میں اس کے آئین سے برگشتہ نہ ہوا۔ میں اس کے حضور کامل بھی رہا اور اپنی بدکاری سے باز رہا۔ اسی لئے خداوند نے مجھے میری راستی کے موافق بلکہ میری اس پاکیزگی کے مطابق جو اس کی نظر کے سامنے تھی بدلہ دیا۔ رحم دل کے ساتھ تو رحیم ہوگا اور کامل آدمی کے ساتھ کامل۔ نیکوکار کے ساتھ نیک ہوگا اور کجرو کے ساتھ ٹیڑھا۔ مصیبت زدہ لوگوں کو تو بچائے گا۔ پر تیری آنکھیں مغروری پر لگی ہیں تاکہ تو انہیں نیچا کرے۔ کیونکہ اے خداوند! تو میرا چراغ ہے اور خداوند میرے اندھیرے کو اجالا کرے گا کیونکہ تیری بدولت میں فوج پر دھاوا کرتا ہوں اور اپنے خدا کی بدولت دیوار پھاند جاتا ہوں۔ لیکن خدا کی راہ کامل ہے۔ خداوند کا کلام تایا ہوا ہے۔ وہ ان سب کی سپر ہے جو اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ خداوند کے سوا اور کون خدا ہے؟ اور ہمارے خدا کو چھوڑ کر اور کون چٹان ہے؟ خدا میرا مضبوط قلعہ ہے۔ وہ اپنی راہ میں کامل شخص کی رہنمائی کرتا ہے۔ وہ اس کے پاؤں ہرنیوں کے سے بنا دیتا ہے۔ وہ مجھے میری اونچی جگہوں میں قائم کرتا ہے۔ وہ میرے ہاتھوں کو جنگ کرنا سکھاتا ہے۔ یہاں تک کہ میرے بازو پیتل کی کمان کو جھکا دیتے ہیں تو نے مجھ کو اپنی نجات کی سپر بھی بخشی اور تیری نرمی نے مجھے بزرگ بنایا ہے۔ تو نے میرے نیچے میرے قدم کشادہ کر دئے اور میرے پاؤں نہیں پھسلے۔ میں نے اپنے دشمنوں کا پیچھا کر کے ان کو ہلاک کیا اور جب تک وہ فنا نہ ہو گئے میں واپس نہیں آیا...... تو نے مجھے میری قوم کے جھگڑوں سے بھی چھڑا لیا۔ تو نے مجھے قوموں کا سردار ہونے کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ جس قوم سے میں واقف بھی نہیں وہ میری مطیع ہوگی...... اس لئے اے خداوند! میں قوموں کے درمیان تیری شکر گزاری اور تیرے نام کی مدح سرائی کروں گا۔ وہ اپنے بادشاہ کو بڑی نجات عنائت کرتا ہے اور اپنے ممسوح داؤد اور اس کی نسل پر ہمیشہ شفقت کرتا ہے"۔

(۲۔ سموئیل باب ۲۲ آیات ۲ تا ۵۱)

اور حضرت داؤد کے انجام کے متعلق ۲۔ سموئیل باب ۲۳ میں لکھا ہے :

"داؤد کی آخری باتیں یہ ہیں۔ داؤد بن یسیؔ کہتا ہے یعنی یہ اس شخص کا کلام ہے جو سرفراز کیا گیا۔ اور یعقوب کے خدا کا ممسوح اور اسرائیل کا شیریں نغمہ ساز ہے۔ خداوند کی روح نے میری معرفت کلام کیا اور اس کا سخن میری زبان پر تھا۔ اسرائیل کے خدا نے فرمایا اسرائیل کی چٹان نے مجھ سے کہا۔ ایک ہے جو صداقت سے لوگوں پر حکومت کرتا ہے۔ جو خدا کے خوف کے ساتھ حکومت کرتا ہے۔ وہ صبح کی روشنی کی مانند ہوگا جب سورج نکلتا ہے۔ ایسی صبح جس میں بادل نہ ہوں۔ جب نرم نرم گھاس زمین میں سے بارش کے بعد کسی صاف چمک کے باعث نکلتی ہے۔ میرا گھر تو سچ مچ خدا کے سامنے ایسا ہے بھی نہیں۔ تو بھی اس نے میرے ساتھ ایک دائمی عہد جس کی سب باتیں معین اور پائیدار ہیں باندھا ہے۔ کیونکہ یہی میری ساری نجات اور ساری مراد ہے گو وہ اس کو بڑھاتا نہیں۔

(۲۔ سموئیل باب ۲۳ آیات ۱ تا ۵)

یہ ہے حضرت داؤدؑ کے حسن و احسان کا نغمہ جو ایک طرف بائبل گاتی ہے اور ان باتوں کو اس کی آخری باتیں قرار دیتی ہے۔

☆......اب دیکھئے کہ بائبل کس طرح آسمان سے زمین پر گرتی ہے اور نعوذ باللہ حضرت داؤد کو بھی گرانے کی کوشش کرتی ہے۔ لکھا ہے :

"اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا کیا وہ الِعام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حِتّی اوریاہ کی بیوی ہے؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا۔ وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس کے ساتھ صحبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہو چکی تھی) پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ مَیں حاملہ ہوں اور داؤد نے یوآب کو کہلا بھیجا کہ حِتّی اوریاہ کو میرے پاس بھیج دے۔ سو یوآب نے اوریاہ کو داؤد کے پاس بھیج دیا اور جب اوریاہ آیا تو داؤد نے پوچھا کہ یوآب کیسا ہے۔ اور لوگوں کا کیا حال ہے اور جنگ کیسی ہو رہی ہے؟ پھر داؤد نے اوریاہ سے کہا کہ اپنے گھر جا اور اپنے پاؤں دھو اور اوریاہ بادشاہ کے محل سے نکلا اور بادشاہ کی طرف سے اس کے پیچھے پیچھے ایک خوان بھیجا گیا۔ پھر اوریاہ بادشاہ کے گھر کے آستانہ پر اپنے مالک کے اور سب خادموں کے ساتھ سویا اور اپنے گھر نہ گیا۔ اور جب انہوں نے داؤد کو یہ بتایا کہ اوریاہ اپنے گھر نہیں گیا تو داؤد نے اوریاہ سے کہا کیا تو سفر سے نہیں آیا؟ پس تو اپنے گھر کیوں نہ گیا؟ اوریاہ نے داؤد سے کہا کہ صندوق اور اسرائیل اور یہوداہ جھونپڑیوں میں رہتے ہیں اور میرا مالک یوآب اور میرے مالک کے خادم کھلے میدان میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں تو کیا میں اپنے گھر جاؤں اور کھاؤں پیوں اور اپنی بیوی کے ساتھ سوؤں؟ تیری حیات اور تیری جان کی قسم مجھ سے یہ بات نہ ہوگی۔ پھر داؤد نے اوریاہ سے کہا کہ آج بھی تو یہیں رہ جا کل میں تجھے روانہ کروں گا۔ سو اوریاہ اس دن بھی اور دوسرے دن بھی یروشلم میں رہا اور جب داؤد نے اسے بلایا تو اس نے اس کے حضور کھایا پیا اور اس نے اسے پلا کر متوالا کیا اور شام کو وہ باہر جا کر اپنے مالک کے خادموں کے ساتھ اپنے بستر پر سو رہا پر اپنے گھر کو نہ گیا۔ صبح کو داؤد نے یوآب کے لئے ایک خط لکھا اور اسے اوریاہ کے ہاتھ بھیجا۔ اور اس نے خط میں یہ لکھا کہ اوریاہ کو گھمسان میں سب سے آگے رکھنا اور تم اس کے پاس سے ہٹ جانا تاکہ وہ مارا جائے اور جان بحق ہو۔ اور یوں ہوا کہ جب یوآب نے اس شہر کا ملاحظہ کر لیا تو اس نے اوریاہ کو ایسی جگہ رکھا جہاں وہ جانتا تھا کہ بہادر مرد ہیں۔ اور اس شہر کے لوگ نکلے اور یوآب سے لڑے اور وہاں داؤد کے خادموں میں سے تھوڑے سے لوگ کام آئے اور حِتّی اوریاہ بھی مر گیا۔ تب یوآب نے آدمی بھیج کر جنگ کا سب حال داؤد کو بتایا اور اس نے قاصد کو تاکید کر دی کہ جب تو بادشاہ سے جنگ کا سب حال عرض کر چکے تب اگر ایسا ہو کہ بادشاہ کو غصہ آجائے اور وہ تجھ سے کہنے لگے کہ تم لڑنے کو شہر کے ایسے نزدیک کیوں چلے گئے؟ کیا تم نہیں جانتے تھے کہ وہ دیوار پر سے تیر ماریں گے۔ یُربست کے بیٹے ابیملک کو کس نے مارا؟ کیا ایک عورت نے چکی کا پاٹ دیوار پر سے اس کے اوپر ایسا نہیں پھینکا کہ وہ تیبض میں مر گیا؟ سو تم شہر کی دیوار کے نزدیک کیوں گئے؟ تو پھر تو کہنا کہ تیرا خادم حِتّی اوریاہ بھی مر گیا ہے۔ سو وہ قاصد چلا اور آکر جس کام کے لئے یوآب نے اسے بھیجا تھا وہ سب داؤد کو بتایا۔ اور اس قاصد نے داؤد سے کہا کہ وہ لوگ ہم پر غالب ہوئے اور نکل کر میدان میں ہمارے پاس آگئے۔ پھر ہم ان کو رگیدتے ہوئے پھاٹک کے مدخل تک چلے گئے۔ تب تیر اندازوں نے دیوار پر سے تیرے خادموں پر تیر چھوڑے۔ سو بادشاہ کے تھوڑے سے خادم بھی مرے اور تیرا خادم اوریاہ بھی مر گیا۔ تب داؤد نے قاصد سے کہا کہ تو یُوآب سے یوں کہنا کہ تجھے اس بات سے ناخوشی نہ ہو اس لئے کہ تلوار جیسا ایک کو اڑاتی ہے ویسا ہی دوسرے کو۔ سو تو شہر سے اور سخت جنگ کر کے اسے ڈھادے اور تو اسے دم دلاسا دینا۔

جب اوریاہ کی بیوی نے سنا کہ اس کا شوہر اوریاہ مر گیا تو وہ اپنے شوہر کے لئے ماتم کرنے لگی اور جب سوگ کے دن گزر گئے تو داؤد نے اسے بلوا کر اسے محل میں رکھ لیا اور وہ اس کی بیوی بن گئی اور اس سے اس کے ایک لڑکا ہوا پر اس کام سے جسے داؤد نے کیا تھا خداوند ناراض ہوا۔

اور خداوند نے ناتن کو داؤد کے پاس بھیجا۔ اس نے اس کے پاس آکر اس سے کہا کسی شہر میں دو شخص تھے۔ ایک امیر دوسرا غریب۔ اس امیر کے پاس بہت سے ریوڑ اور گلے تھے۔ پر اس غریب کے پاس بھیڑ کی ایک پٹھیا کے سوا کچھ نہ تھا جسے اس نے خرید کر پالا تھا۔ اور وہ اس کے اور اس کے بال بچوں کے ساتھ بڑھی تھی۔........... اور اس امیر کے ہاں کوئی مسافر آیا۔ سو اس نے اس مسافر کے لئے جو اس کے ہاں آیا تھا پکانے کو اپنے ریوڑ اور گلہ میں سے کچھ نہ لیا بلکہ اس غریب کی بھیڑ لے لی اور اس شخص کے لئے جو اس کے ہاں آیا تھا پکائی۔ تب داؤد کا غضب اس شخص پر بشدت بھڑکا اور اس نے ناتن سے کہا کہ خداوند کی حیات کی قسم کہ وہ شخص جس نے یہ کام کیا واجب القتل ہے۔ سو اس شخص کو اس بھیڑ کا چوگنا بھرنا پڑے گا کیونکہ اس نے ایسا کام کیا ہے اور اسے ترس نہ آیا۔

تب ناتن نے داؤد سے کہا کہ وہ شخص تو ہی ہے۔ خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ میں نے تجھے مسح کر کے اسرائیل کا بادشاہ بنایا اور میں نے تجھے ساؤل کے ہاتھ سے چھڑایا۔ اور میں نے تیرے آقا کا گھر تجھے دیا اور تیرے آقا کی بیویاں تیری گود میں کر دیں اور اسرائیل اور یہوداہ کا گھرانہ تجھ کو دیا اور اگر یہ سب کچھ تھوڑا تھا تو میں تجھ کو اور چیزیں بھی دیتا۔ سو تو نے کیوں خداوند کی بات کی تحقیر کر کے اس کے حضور بدی کی؟ تو نے حِتّی اوریاہ کو تلوار سے مارا اور اس کی بیوی لے لی تاکہ وہ تیری بیوی بنے اور اس کو بنی عمون کی تلوار سے قتل کروایا۔ سو اب تیرے گھر سے تلوار کبھی الگ نہ ہوگی کیونکہ تو نے مجھے حقیر جانا اور حِتّی اوریاہ کی بیوی لے لی تاکہ وہ تیری بیوی ہو۔ سو خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں شر کو تیرے ہی گھر سے تیرے خلاف اٹھاؤں گا اور میں تیری بیویوں کو لے کر تیری آنکھوں کے سامنے تیرے ہمسائے کو دوں گا اور وہ دن دہاڑے تیری بیویوں سے صحبت کرے گا کیونکہ تو نے تو چھپ کر یہ کیا پر میں سارے اسرائیل کے روبرو دن دہاڑے یہ کروں گا۔ تب داؤد نے ناتن سے کہا میں نے خداوند کا گناہ کیا۔ ناتن نے داؤد سے کہا خداوند نے بھی تیرا گناہ بخشا۔ تو مرے گا نہیں۔ تو بھی چونکہ تو نے اس کام سے خداوند کے دشمنوں کو کفر بکنے کا بڑا موقع دیا ہے اس لئے وہ لڑکا بھی جو تجھ سے پیدا ہوگا مر جائے گا"۔

(۲۔ سموئیل باب ۱۱ آیت ۲ تا باب ۱۲ آیت ۱۵)

دیکھئے پادری صاحب یہ وہی داؤد ہے جس کے عدل و انصاف کے بارہ میں اسی کتاب میں لکھا ہے : "اور داؤد نے کل اسرائیل پر سلطنت کی اور داؤد اپنی سب رعیت کے ساتھ عدل و انصاف کرتا تھا"۔(۲۔ سموئیل باب ۱ آیت ۱۵)

اس داؤد پر آپ کی کتاب زناکاری اور زناکاری کے لئے اپنے نہایت نیک دل اور قابل جرنیل کو مروانے کا الزام لگاتی ہے۔ اور جب قرآن ان باتوں کی تردید کرتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ قرآن نے صحائف مقدسہ کی تاریخ کو Garble کر کے اپنے افتراء کا، نعوذ باللہ، ثبوت دیا ہے :۔

آپ یہ دعویٰ بھی نہیں کر سکتے کہ داؤد پہلے بہتر تھا پھر بعد میں بگڑ گیا کیونکہ یہ ناپاک واقعہ ۲۔ سموئیل کے ۱۱، ۱۲ باب میں مذکور ہے اور اس کتاب کے ۲۲ باب میں زندگی کے آخر تک داؤد کی پاکیزگی کا ذکر ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے "میں اس کے آئین سے برگشتہ نہ ہوا میں اس کے حضور کامل بھی رہا اور اپنی بدکاری سے باز رہا"۔

(۲۔ سموئیل باب ۲۲ آیات ۲۲، ۲۴)

اور ۲۳ باب میں لکھا ہے کہ داؤد کی آخری باتیں یہ ہیں :"داؤد بن یسّی کہتا ہے یعنی یہ اس شخص کا کلام ہے جو سرفراز کیا گیا او یعقوب کے خدا کا ممسوح اور اسرائیل کا شیریں نغمہ ساز ہے۔ خداوند کی روح نے میری معرفت کلام کیا اور اس کا سخن میری زبان پر تھا"۔ (۲۔ سموئیل باب ۲۳ آیات ۲،۱)

پس خود بائبل ایک طرف آخر وقت تک داؤد کو کامل اور بدی سے پاک اور خدا کا ممسوح اور اسرائیل کا شیریں نغمہ ساز اور خدا کی روح سے کلام کرنے والا قرار دیتی ہے اور دوسری طرف اس پر ناپاک جرائم کا الزام لگاتی ہے۔ حضرت داؤد کے آخری وقت تک راستی اور صداقت پر قائم رہنے کا اقرار ا۔ سلاطین میں بھی موجود ہے۔ داؤد کے متعلق لکھا ہے :"کہ وہ تیرے حضور راستی اور صداقت اور تیرے ساتھ سیدھے دل سے چلتا رہا اور تو نے اس کے واسطے یہ بڑا احسان رکھ چھوڑا تھا کہ تو نے اسے ایک بیٹا عنایت کیا جو اس کے تخت پر بیٹھے"۔

(۱۔ سلاطین باب ۳ آیت ۶)

☆......حضرت داؤد کے آخری عمر تک خدا کے حضور پاک روش ہونے کے بارہ میں حضرت سلیمان کے یہ الفاظ بھی مدنظر رہیں جو ا۔ سلاطین میں ہیں۔

"سو اب اے خداوند اسرائیل کے خداوند اپنے بندہ میرے باپ داؤد کے ساتھ اس قول کو بھی پورا کر جو تو نے اس سے کیا تھا کہ تیرے آدمیوں سے میرے حضور اسرائیل کے تخت پر بیٹھنے والے کی کمی نہ ہو گی بشرطیکہ <u>تیری اولاد جیسے تو میرے حضور چلتا رہا ویسے ہی میرے حضور چلنے کے لئے اپنی راہ کی احتیاط رکھے</u>"۔ (۱۔ سلاطین باب ۸ آیت ۲۵)

☆......اور داؤد کے آخر وقت تک خدا کے حضور کامل رہنے کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ ا۔ سلاطین میں لکھا ہے :

"جب سلیمان بڈھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا جیسا اس کے باپ داؤد کا دل تھا"۔

(۱۔ سلاطین باب ۱۱ آیت ۴)

یہ تھا داؤد کے بارے میں بائبل کا بیان جو مسلسل تذبذب اور تضاد کا شکار ہے۔ ایک طرف داؤد کو خداوند کا ممسوح اور کامل قرار دیتی ہے۔ دوسری طرف عام انسانی معیار سے گرے ہوئے جرائم بھی اس کی طرف منسوب کرتی ہے۔

☆......اب سنئے قرآن مجید کا بیان کہ داؤدؑ کا کتنا خوبصورت نقشہ کھینچتا ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں، کوئی تضاد نہیں، کوئی تذبذب نہیں۔

ان آیات کریمہ کا مفہوم یہ ہے :

☆......داؤد نے جالوت جیسے زبردست حملہ آور دشمن کو ختم کیا اور اللہ نے داؤد کو حکومت اور حکمت بخشی اور جو کچھ اللہ نے چاہا اس کا داؤد کو علم دیا۔ (سورہ البقرہ : ۲۵۲)

☆......ہم نے تم پر بھی اسی طرح وحی نازل فرمائی جس طرح نوح اور اس کے بعد تمام انبیاء پر وحی کی تھی۔ اور ہم نے اسماعیل اور ابراہیم اور اسحاق اور یعقوبؑ اور اس کی اولاد اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونس اور ہارونؑ اور سلیمانؑ پر وحی نازل فرمائی۔ اور داؤد کو ہم نے زبور جیسی کتاب عطا فرمائی۔ (النساء:۱۶۴)

☆......اور جو جو بھی آسمان اور زمین میں بسنے والے ہیں انہیں تمہارا رب سب سے زیادہ جانتا ہے۔ اور ہم نے یقیناً بعض انبیاء کو دوسروں پر فضیلت دی ہے۔ اور (داؤد کی فضیلت تو دیکھو کہ) داؤد کو ہم نے زبور عطا کی۔ (بنی اسرائیل:۵۶)

☆......اور ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑی علاقہ کے باشندوں کو بھی اور روحانی آسمان کے پرندوں کو بھی کام پر لگا دیا تھا۔ وہ سب خدا کی تسبیح کرتے تھے اور ہم یہ سب کچھ کرنے پر قادر تھے۔ اور ہم نے داؤد کو ایک لباس کا بنانا سکھایا تھا کہ وہ لڑائی سے تمہاری جان بچائے۔ پس کیا تم شکر گزار بنو گے (الانبیاء:۸۰، ۸۱)

☆......اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یہ وعدہ بھی لکھا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہونگے اس (مضمون) میں ایک عبادت گذار قوم کے لئے ایک خاص پیغام ہے۔ (الانبیاء: ۱۰۶، ۱۰۷)

☆......اور ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم عطا فرمایا اور ان دونوں نے کہا کہ حمد کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے بندوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ (النمل:۱۶)

☆......اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور اس نے کہا لوگو! ہمیں روحانی فضا میں اڑنے والوں کی زبان عطا کی گئی ہے اور ہر ضروری تعلیم ہمیں دی گئی ہے اور یہ کھلا کھلا فضل ہے۔

(النمل: ۱۷)

☆......اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضل عطا فرمایا تھا۔ اور کہا تھا کہ اے پہاڑ کے رہنے والو! اور اے روحانی فضا میں اڑنے والو! تم داؤد کے ساتھ ہم نوا ہو کر خدا کی تسبیح کرو اور ہم نے اس کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا اور کہا تھا کہ پورے سائز کی زرہیں بناؤ۔ اور ان کے حلقے چھوٹے بنانا اور اے داؤد اور اس کے ساتھیو! اپنے ایمان کے مطابق عمل کرو۔ میں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔ (سبا: ۱۱، ۱۲)

☆......اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر صبر سے کام لو (انہوں نے داؤد کے متعلق کیا کچھ نہیں کہا) اور ہمارے بندے داؤدؑ کو یاد کرو جو بڑی طاقت کا مالک تھا (اتنی طاقت کے باوجود) جو بار بار خدا کے حضور جھکتا تھا۔ ہم نے پہاڑی علاقہ کے باشندوں کو بھی اس کے تابع کر دیا تھا۔ وہ شام اور صبح تسبیح میں لگے رہتے تھے۔ اور بلند پرواز انسانوں کو بھی جمع کر کے اس کے ساتھ لگا دیا تھا۔ وہ سب کے سب خدا کے حضور جھکنے والے تھے۔ اور ہم نے اس کی حکومت کو مضبوط کیا تھا۔ اور اس کو حکمت اور قاطع دلیل بخشی تھی اور کیا تمہیں ان دشمنوں کی خبر معلوم ہے جب وہ دیوار پھاند کر اندر آ گئے تھے۔ جب وہ داؤد کے پاس پہنچے تو اس نے خطرہ محسوس کیا۔ انہوں نے کہا ڈر نہیں ہم دو جھگڑنے والے فریق ہیں۔ ہم میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کر رہا ہے۔ پس تم ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دو اور زیادتی نہ کرنا اور ہمیں سیدھے راستے کی رہنمائی کرو۔ یہ میرا بھائی ہے اس کی ننانوے دنبیاں ہیں اور میری صرف ایک دنبی ہے۔ پھر بھی وہ کہتا ہے کہ اپنی دنبی مجھے دے دے۔ اور بحث میں مجھے دباتا ہے۔ اس پر داؤد نے کہا تیری دنبی طلب کرنے میں اس نے ظلم سے کام لیا ہے۔ اور بہت سے شرکاء ایسے ہوتے ہیں جو ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں سوائے ان مومنوں کے جو ایمان کے مطابق عمل کرتے ہیں اور وہ لوگ تھوڑے ہیں۔ اور داؤد کو یقین ہو گیا کہ ہم نے اسے آزمائش میں ڈالا ہے دشمنوں کے سر اٹھانے کی وجہ سے۔ پس اس نے اپنے رب سے استغفار کرنا شروع کیا اور اپنے رب کی اطاعت میں زمین پر گر گیا۔ اور خدا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پس ہم نے اس کی مغفرت اور پردہ پوشی فرمائی کیونکہ حقیقتاً وہ ہمارا مقرب تھا۔ اور اسے ہمارے پاس اچھا ٹھکانہ ملے گا۔ اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ پس تم لوگوں سے انصاف کے ساتھ حکومت کرو اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کرنا۔ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔ وہ لوگ جو اللہ کے راستہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کو سخت عذاب ملتا ہے کیونکہ وہ حساب کے دن کو بھلا بیٹھے ہیں۔ (ص: ۱۸ تا ۲۷)

☆......اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا۔ وہ کیا ہی اچھا بندہ تھا۔ یقیناً وہ خدا کی طرف بہت جھکنے والا تھا۔ (ص: ۳۱)

یہ ہے قرآن شریف کا نہایت لطیف، واضح، غیر متذبذب اور ہر قسم کے اختلاف اور تضاد سے پاک بیان حضرت داؤدؑ کے متعلق جو ایک مأخذ سے نکلا ہے۔ مگر اس کے بالمقابل بائبل کے بیانات تضاد سے پر ہیں۔ ایک طرف حضرت داؤدؑ کو آخری زندگی تک عدل و انصاف اور خدا کی محبت سے معمور قرار دیتی ہے اور دوسری طرف ناپاک اتہامات لگاتی ہے۔

بائبل کے اس تضاد کی وجہ معلوم کرنا بھی مشکل نہیں۔ حضرت داؤدؑ نے ایک عظیم الشان حکومت کی داغ بیل ڈالی اور آپ کے عظیم بیٹے حضرت سلیمانؑ کے بعد ان کا نالائق بیٹا رحبعام تخت نشین ہوا اور سات سال کے اندر حکومت میں پھوٹ پڑ گئی اور دس قبائل نے افرائیم قبیلہ کے یربعام کے ماتحت شمال میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ اور یروشلم میں حضرت داؤدؑ کی اولاد اور خاندان کی حکومت قائم رہی جو دو قبائل پر مشتمل تھی۔ اب اس طرح حضرت داؤدؑ کے خاندان کی حکومت بھی قائم ہو گئی اور خاندان کے خلاف حکومت بھی قائم ہو گئی۔ اور یہ دونوں حکومتیں ایک دوسرے کی رقیب رہیں۔ گو کبھی کبھی صلح کے دور بھی آئے۔ پس جب پرانے عہد نامے کی کتب سموئیل، سلاطین، تواریخ مرتب ہوئیں تو دونوں حکومتوں کے دونوں علاقوں کے علماء کی تحریرات اور خیالات ان کتابوں میں راہ پا گئے اور اس طرح تاریخ کا حلیہ بگاڑ دیا گیا۔

پس پادری صاحب! تاریخ کے متعلق Garbled بیانات پرانے عہد نامہ کے ہیں نہ کہ قرآن شریف کے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

☆......☆......☆

ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ : پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ : چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک : ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن اتارا گیا۔ یعنی قرآن کی ساری کی ساری تعلیم رمضان کے مہینہ میں قابل عمل ہو سکتی ہے۔ یہ اتنا عظیم مہینہ ہے کہ گویا اس مہینے کے بارہ میں قرآن اتارا گیا۔ پھر فرمایا "هُدىً لِلنَّاس" یعنی یہ مہینہ بھی اور قرآن بھی لوگوں کے لئے ہدایت بنا کے بھیجے گئے ہیں اور جو لوگ پہلے ہدایت پر قائم ہیں ان کے لئے "بَيِّنٰتٍ مِنَ الْهُدٰى" ہدایت کی ایسی نئی راہیں کھلیں گی جو روشن اور کشادہ ہونگی۔

حضور نے فرمایا "مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ" سے ایک تو چاند دیکھنا مراد ہے۔ دوسرا یہ کہ جس نے رمضان کے مہینے کی حقیقت کو سمجھ کر اس کو پا لیا اور اس کا گواہ بن گیا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ اس کے روزے رکھے۔

سفر میں روزہ نہ رکھنے سے متعلق قرآنی حکم کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی سفر کی حالت میں زبردستی روزے رکھے گا تو یاد رہے کہ زبردستی خدا کو خوش نہیں کیا جا سکتا۔ روزوں میں نیکی اللہ کی رضا کی نیکی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ نے صحیح روزے واقعۃً اللہ کی خاطر رکھے ہوں تو رمضان سے گزرنے کے بعد اللہ کے شکر کی بہت توفیق ملتی ہے۔ بعض کو اس لئے کہ رمضان ان پر بوجھل تھا مگر خدا نے ان کے لئے آسان فرما دیا اور روزے رکھنے کی توفیق بخشی۔ بعض کو اس لئے کہ رمضان میں بہت سی ہدایتیں ان کے لئے ظاہر ہوئیں۔

حضور نے فرمایا رمضان کا سب سے بڑا پھل اور اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے۔ "وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَاِنِّي قَرِيبٌ" میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کے بندے دنیاوی چیزوں کا مطالبہ نہیں کرتے بلکہ اے رسول تجھ سے میرے متعلق پوچھتے ہیں۔ اس میں سوال کرنے والے کی نیت کے خلوص کا ذکر ہے۔ جب ایسا ہو تو پھر خدا تعالیٰ خود 'اِنِّي قَرِيبٌ' کی آواز دیتا ہے اور کسی واسطہ کو درمیان میں نہیں لاتا۔

حضور ایدہ اللہ نے ان آیات کریمہ کے بعض معانی پر روشنی ڈالنے کے بعد آنحضرت ﷺ کی بعض احادیث مبارکہ پیش فرمائیں جن میں رمضان المبارک اور روزوں کی فضیلت کا بیان ہے اور پھر ساتھ ساتھ ان کے مطالب کی وضاحت فرمائی۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ رمضان ایک ڈھال ہے اور حصن حصین ہے۔ ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ آپؐ نے فرمایا جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کے اندر کا حصہ باہر سے اور خارجی حصہ اندر سے نظر آتا ہو گا۔ حضور ایدہ اللہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عام طور پر انسان اپنے گھر کی پردہ پوشی چاہتا ہے مگر اس حدیث کا عجیب مضمون ہے۔ جب حضور اکرمؐ نے یہ فرمایا تو ایک اعرابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! یہ بالا خانے کن کے لئے ہونگے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان کے لئے جو خوش گفتار ہونگے، ضرورت مندوں کو کھانا کھلانے والے، روزوں کے پابند اور راتوں کو اس وقت عبادت کے لئے کھڑے ہونے والے ہونگے جب سب لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں انسان کی نیکی کے کچھ پہلو ایسے بیان ہیں جو بنی نوع انسان کی طرف کھلے ہوئے ہیں۔ لیکن ایسا شخص اگر راتوں کو اٹھ کھڑا ہو جب سب سو رہے ہوں تو اس کو کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کی شان ہے کہ جنت میں ان کی اندرونی نیکیاں بھی سب کو دکھائی جائیں گی۔ دنیا میں وہ نیکیاں چھپاتے تھے مگر جنت میں خدا سب پر ان کو ظاہر کر دے گا۔

اسی طرح حدیث ہے کہ روزہ رکھو اس سے تم صحت مند ہو جاؤ گے۔ اس حدیث میں صرف جسمانی صحت کی طرف اشارہ نہیں بلکہ مطلب ہے کہ تمہیں بہت سی بدیاں لاحق ہیں۔ روزے رکھو گے تو تمہاری بہت سی بدیاں جھڑ جائیں گی اور تمہارے روحانی بدن کو بھی صحت نصیب ہو گی۔

☾☾......☾......☾☾

خطبہ جمعہ

نماز کو خوب سنوار کر پڑھنا چاہئے
نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۱ر نومبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۱ر نبوت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

گزشتہ چند خطبات میں نماز کے تعلق میں مَیں نے کچھ باتیں بیان کی ہیں اور اسی تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ گزشتہ اقتباس میں مَیں نے یہ گزارش کی تھی کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں سُبحانَ مَن یَّرانی آپ اس بات کو ضرور نماز میں ہمیشہ ملحوظ رکھیں کہ اللہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ لیکن حدیث کے جو اصل الفاظ ہیں جیسے کہ بخاری میں ہیں اس میں پہلے یہ ذکر ہے کہ گویا تُو خدا کو دیکھ رہا ہے اگر نہیں تو پھر یاد رکھ کہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر میں اور اس مضمون میں فی الحقیقت تضاد نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ کی طرز ایسی ہے کہ تو اسے دیکھنے کی کوشش کر ورنہ یاد رکھ کہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ اس معنے میں اگر آپ اُس مضمون کو سمجھیں تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ کہنے میں کہ وہ ہمیشہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اس حدیث کے الفاظ میں ہر گز کوئی تضاد نہیں۔ غور سے علماء پھر پڑھ کے دیکھ لیں ان کو غور کے بعد یہی بات سمجھ آئے گی کہ ایک کوشش کی طرف حدیث متوجہ کرتی ہے کہ کوشش کر کہ تو اسے دیکھ جو بہر حال تجھے دیکھ رہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کہنا کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے پہلے مضمون کو بھی ملحوظ رکھتے ہوئے ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام دیکھ رہے ہیں یہ مضمون اس میں داخل ہے۔ مگر بہر حال بہت سے علماء چونکہ ظاہری الفاظ کے نیچے نہیں اترتے اس لئے ان کو بسا اوقات تضاد دکھائی دیتا ہے مگر فی الحقیقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی بیان میں ہر گز کوئی تضاد نہیں۔ ہمیشہ آپ اسے قرآن و حدیث کے مطابق ہی پائیں گے۔ اس مختصر تشریح کے بعد جس کی تفصیل شاید مجھے بعد میں مزید بیان کرنی پڑے میں اب واپس اسی مضمون کی طرف لوٹتا ہوں جہاں سے وہ چھوڑا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ پر بات ختم ہوئی تھی کہ وہ مومن متقی نماز میں لذت پاتا ہے۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں "اس لئے نماز کو خوب سنوار کر پڑھنا چاہئے۔ نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے"۔ نماز کے متعلق یہ الفاظ غور طلب ہیں، "نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے"۔ معراج اور جڑ یہ دو مختلف باتیں ہیں۔ بیک وقت آپ کا یہ کہنا بعض علماء کو شاید تضاد دکھائی دے حالانکہ ہر گز تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے ایک سلسلہ قائم فرمایا ہے جڑ کا اس کے منتہیٰ تک۔ فرماتے ہیں: "نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے" نماز جڑ بھی ہے اور منتہیٰ بھی ہے۔ وہ زینہ بھی ہے جس پر قدم رکھ کر انسان بالآخر اپنے معراج کو پہنچتا ہے۔ جو اس کا منتہیٰ کا مقام اللہ کے نزدیک مقدر ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان عبارتوں کو خوب غور سے پڑھیں اور یاد رکھیں کہ نماز مومن کا معراج ہے۔

معراج کے متعلق یاد رکھیں کہ ہر شخص کا معراج الگ الگ ہے اور ہر انسان اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے یا بعض دفعہ نہیں اٹھایا جاتا۔ آنحضرت ﷺ کا معراج اَور معراج تھا کیونکہ آپؐ کی پرواز بہت بلند تھی۔ وہ زینہ جو آپؐ کی نماز نے قائم کیا تھا وہ بہت دور تک اوپر چلا جاتا تھا۔ مگر ہر شخص کی ایک حد مقرر ہے وہ اپنی توفیق سے آگے بڑھ نہیں سکتا۔ پس وہ شخص جو نماز کی جڑ کو قائم کرتا ہے پھر وہ زینہ تعمیر کرتا ہے نماز کے ذریعے جو اس کو اس کی معراج تک پہنچاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر شخص کی بلندی کا ایک منتہیٰ مقدر ہے اور اگر وہ کوشش کرے تو اس آخری منزل تک پہنچ سکتا ہے جس کے قویٰ اس کو عطا کئے گئے ہیں۔ اور اگر وہ ایسا کرے گا تو یہ اس کا معراج ہوگا اور یہ معراج نماز کے ساتھ وابستہ ہے۔ نماز کے بغیر ناممکن ہے کہ انسان اپنی صلاحیتوں کو درجہ معراج تک پہنچائے۔

فرماتے ہیں: "اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ اور راستباز ابدال، قطب گزرے ہیں انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعے سے۔ خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں "قُرَّةُ عَینی فی الصَّلوٰةِ" یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجے پر پہنچتا ہے تو اس کے لئے اکمل اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے"۔ اب یہ بھی دو الگ الگ باتیں دکھائی دیتی ہیں حالانکہ ان کے درمیان ایک گہرا تعلق ہے۔ "راستباز ابدال قطب گزرے ہیں انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعے سے"۔ اور حضور اکرم ﷺ کے متعلق جو اس کے معاً بعد آپ نے فرمایا وہ اس بات سے کچھ مختلف دکھائی دیتا ہے۔

فرمایا: "خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: "قُرَّةُ عَینی فی الصَّلوٰةِ" یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے"۔ مراد یہ ہے کہ وہ جو مراتب گزشتہ بزرگوں نے طے کئے اس لئے طے کئے کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز تھی۔ اگر آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں نہ ہو تو ہر گز نماز کے ذریعہ سے انسان وہ بلند مراتب حاصل نہیں کر سکتا جو نماز اسے عطا کر سکتی ہے۔ پس یہ آنکھوں کی ٹھنڈک کا مسئلہ ہے۔ نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک پیدا ہونا یہ خود بہت محنت طلب مجاہدے کو چاہتا ہے۔ پس کیسے یہ مجاہدے کئے جائیں، کیسے یہ محنت ماری جائے یعنی اس محنت میں سر کھپایا جائے یہ مضمون ہے جو آگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارتوں کے پڑھنے سے نسبتاً آسان ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں: "اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجے پر پہنچتا ہے تو اس کے لئے اکمل اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے اور یہی معنے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے ہیں۔ پس کشاکش نفس سے انسان نجات پا کر اعلیٰ مقام تک پہنچ جاتا ہے"۔ یہ جو لذت ہے نماز کی اس کے مقابل پر کشاکش نفس رکھی گئی ہے۔ نفس ہمیشہ اپنی طرف کھینچتا ہے اور جتنا کامیاب ہوتا ہے اتنا ہی لذت کم ہوتی جاتی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ نفس کی لذت کا ایک تقابل کیا گیا ہے۔ نماز میں لذت پانے کے ساتھ۔ جونہی انسان نفسانی لذتوں میں مبتلا ہو گا روحانی لذتیں کم ہوتی جائیں گی۔ پس فرمایا کشاکش نفس کی لذتوں سے نجات پائے بغیر فی الحقیقت نماز کی لذت نصیب نہیں ہو سکتی اور اگر نماز کی لذت نصیب نہ ہو تو نماز بلند تر روحانی مدارج تک نہیں پہنچا سکتی۔ "کشاکش نفس سے انسان نجات پا کر اعلیٰ مقام تک پہنچ جاتا ہے"

حضرت اقدس مزید فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ میں نے خیال کیا کہ صلوٰۃ میں اور دعا میں کیا فرق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ الصلوٰةُ هی الدّعاءُ . الصلوٰةُ مُخّ العبادة یعنی نماز ہی دعا ہے، نماز عبادت کا مغز ہے۔ **جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں ہے**"۔ یہ معنے ہیں اس حدیث کے جو اکثر لوگوں کو سمجھ نہیں آتے کہ الصلوٰةُ مُخّ العبادة . الصلوٰةُ هی الدّعاءُ اگر عام معنے لئے جائیں تو مراد ہے کہ دعا کر لو تو نماز پڑھ لو ایک ہی بات ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس غلط فہمی کا ازالہ فرماتے ہیں یہ کہہ کر کہ "انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں ہے"۔ اور وہ نماز میں بھی ہو تو اس

نماز کا نام صلوٰۃ نہیں ہے۔ اور نماز کی اعلیٰ سے اعلیٰ حالت میں بھی ہو تو جب تک وہ دنیوی امور کے لئے دعا ہے اس کا نام الصلوٰۃ نہیں ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے جس دعا کا نام الصلوٰۃ رکھا ہے وہ دعا اللہ کی رضا چاہنے کی دعا ہے، ہمیشہ اس کو طلب کرنے کی دعا ہے اور اسی طرح اگر یہ حالت ہمیشہ طاری رہے تو ہمیشہ انسان نماز میں ہوتا ہے۔

بعض فقراء یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم تو ہر وقت نماز میں ہیں اور حالت یہ ہے کہ گندے، لغو کلمات ان کے منہ سے جاری ہوتے ہیں، دنیا کی باتوں میں وہ کھوئے رہتے ہیں اور ہر قسم کی خودسری کے نمونے دکھاتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ ہم تو بس نماز کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ بعض فقیر ایسے ہیں جو نہایت گندی گالیاں دے رہے ہوتے ہیں اور لوگ جو ان فقیروں کی عبادت کرتے ہیں جن میں بڑے بڑے بعض پاکستان حکومت کے سربراہ بھی شامل رہے ہیں وہ ان فقیروں کے دروازے تک پہنچتے ہیں اور وہ نہایت گندی گالیوں میں مصروف ہوتے ہیں اور وہ گویا یہ خدا تعالیٰ کا ایک احسان سمجھتے ہیں کہ وہ ان کو گندی گالی دے دے تاکہ ان کو تمام مقاصد نصیب ہو جائیں۔ یہ سب جہالتیں ہیں۔ ان جہالتوں کا کوئی دور کا بھی رسول اللہ ﷺ کے غلاموں سے تعلق نہیں، کجا یہ کہ آنحضرت ﷺ نے خود یہ تعلیم دی ہو۔ آپؐ کی حالت نماز یہ تھی کہ ہر سانس میں آپؐ کی توجہ خدا کی طرف تھی اور خدا کی طلب کرتے تھے۔

پس یہ کہنا ایک ایسے شخص کا کہنا ہے، یہ قول ایک ایسے شخص کا قول ہے جس نے زندگی میں گہرے تجربے سے یہ بات معلوم کی ہے کہ الصلوٰۃُ ھِی الدّعاءُ اور . الصلوٰۃُ مُخّ العبادۃ. پس حضرت رسول اللہ ﷺ کی اس حالت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سمجھا اور پھر اس کی یہ تشریح فرمائی کہ "انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں ہے۔ لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدنظر رکھتا ہے اور ادب، انکسار، تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔ اصل حقیقت دعا کی وہ ہے جس کے ذریعے سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے۔ یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے اور انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے"۔

اب یہ بھی ایک روزمرہ کی پہچان ہے۔ ہم میں سے ہر ایک لازماً اپنے روزمرہ کے مشاغل میں غیر معقول باتوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ کبھی مذاق ہے، کبھی اور ہلکی پھلکی باتیں ہیں جو اپنی ذات میں گناہ نہ بھی ہوں تو اس عرصے کے لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ نماز میں نہیں ہے۔ اور یہ حالت اگر آپ غور کریں تو جتنا ابتدائی سالک ہوگا اتنا ہی اس میں زیادہ پائی جائے گی۔ جتنا آگے بڑھے گا یہ عادت اس کی کم ہوتی چلی جائے گی اور اس کے روزمرہ کے اکثر لمحات خدا کے لئے ہوتے چلے جائیں گے۔ جب یہ ہو تو پھر نماز بننے لگتی ہے۔ اگر ایسا ہو تو اس کا عکس نماز پر بھی پڑتا ہے اور اسی حد تک نماز خدا کے لئے ہونی شروع ہو جاتی ہے جس حد تک اس کے دن رات خدا کے لئے مقدر ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے"۔ یہ یاد رکھنا چاہئے آپ سب کو کہ کتنا وقت روزانہ نامعقول باتوں میں صرف ہوتا ہے اور کتنا معقول باتوں میں۔

"اصل بات یہ ہے کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے اس کے بعد روا ہے کہ انسان اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے"۔ اگر انسان اس بات سے ڈر جاتا ہے کہ اگر دنیوی حاجات کے لئے دعا کرنا میری عبادت نہیں ہے اور اس میں مخل ہے تو پھر میں حاجت روائی کس سے کروں، کس کا دروازہ کھٹکھٹاؤں کہ وہ میری حاجتیں پوری کرے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو ہر دروازہ کلیۃً بند کر دیا ہے اور ساتھ ہی خدا کا دروازہ بھی بند کر دیا ہے کہ اس دروازے پر اپنی حاجات لے کر نہ جاؤ یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے اس عبارت کو نہ سمجھنے سے جس کا ازالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرما رہے ہیں۔

فرماتے ہیں "اصل بات یہ ہے کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے اس کے بعد روا ہے کہ انسان اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے۔ یہ اس لئے روا رکھا گیا ہے کہ دنیوی مشکلات بعض دفعہ دینی معاملات میں حارج ہو جاتی ہیں"۔ کیسا لطیف مضمون ہے جس نے دو مسئلے حل کر دئے۔ ایک دنیوی ضروریات کو دور کرنے کی وجہ بتا دی دوسرے اس دعا کے ساتھ ہی ملا دیا جو مقبول دعا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ یہ ایک باریک مضمون ہے جسے مجھے کھولنا پڑے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کے حضور اپنی ضروریات لے کر جانے کی اس حالت میں اجازت ہے کہ پہلے اس کی رضا کو حاصل کریں۔ اگر رضا کو حاصل کر کے پھر ایسا کرتا ہے تو اس میں ایک حکمت ہے کیوں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ اس لئے کہ دنیوی مشکلات اور مصائب اس کی راہ میں حائل ہو جاتے ہیں اور وہ خدا کی طرف توجہ نہیں کر سکتا۔ پس اگر اس لئے دعا کرے، یہ کہتے ہوئے التجا کرے کہ اے میرے اللہ میری مشکلات نے مجھے گھیر لیا ہے، میں جب کھڑا ہوتا ہوں یہ بلائیں مجھے چمٹ جاتی ہیں اور مجھے تیری طرف اپنے دماغ کو خالصۃً وقف کرنے کی توفیق نہیں دیتیں۔ اگر اس نیت سے انسان اپنی حاجات خدا سے مانگے گا تو لازماً حاجات تو ملیں گی ہی لیکن اس کا یہ حاجات مانگنا بھی ایک عبادت بن جائے گا۔ کیونکہ عبادت کی خاطر وہ یہ دعائیں مانگتا ہے کہ مجھے دنیا کے جھنجھٹوں سے اس حد تک آزاد کر دے کہ یہ میرے ذہن پر سوار نہ رہیں۔ جب میں عبادت کے لئے کھڑا ہوں تو مجھے چمٹ نہ جایا کریں تاکہ میرا ذہن تیری عبادت کے لئے فارغ ہو جائے۔ یہ لطیف مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مضمون سے نکالا ہے۔

پھر فرماتے ہیں: "خاص خامی اور کچے پن کے زمانہ میں یہ امور ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں"۔ دوسری بات ایک اور بہت ہی عزیز، بہت دلچسپ فرماتے ہیں کہ اس لئے بھی دنیوی امور میں دعا کرنا منشاءِ الٰہی کے ہمیشہ خلاف نہیں ہوتا کہ اگر یہ دعا نہ کی جائے تو وہ سالک جو ابھی ابتدائی منازل پر ہے بعض دفعہ یہ دنیوی امور اور ان کے مسائل اس کے لئے ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ اللہ کو ہماری پرواہ ہی کوئی نہیں۔ پس اگر اس وجہ سے خدا سے التجا کی جائے کہ وہ ان ابتدائی ٹھوکروں سے بھی انسان کو نجات بخشے اور انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ میرا ایک خدا ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے۔ ایسی صورت میں یہ دعا جو ہے یہ عبادت والی دعا بن جائے گی۔

"صلوٰۃ کا لفظ پُرسوز معنی پر دلالت کرتا ہے جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے"۔ اب یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد یہ سوز کی بات فرمائی گئی ہے کہ سوز پیدا کرنا بندے کے اپنے بس کی بات نہیں ہے لیکن ایک ایسا موقع بیان فرمایا جس موقع کا سوز سے تعلق ہے۔ اگر ایک انسان کو مشکلات گھیر لیں اور اس کے نقصانات ایسے ہوں کہ جو بعض دفعہ ساری زندگی کو اداس کر دیتے ہیں۔ کسی قریبی، کسی پیارے کی موت ہے جو ایک دفعہ واقع ہو گئی مگر ساری عمر اس کے بعد پیچھے رونا پیٹنا چھوڑ دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس سوزش کا ذکر کیا ہے کہ وہ دعا میں ہونی چاہئے وہ ایسے موقعوں پر نصیب ہوتی ہے۔ جب دنیوی مشکلات انسان کو گھیرتی ہیں تو طبعاً دل میں ایک سوزش پیدا ہوتی ہے اس سوزش سے فائدہ اٹھالو اور دعا کرو۔ پھر جب وہ مقبول ہو گی تو اللہ کی محبت کی سوزش بھی ساتھ دل میں پیدا ہو جائے گی۔ یہ باریک تعلقات ہیں مگر بالکل حقیقی تعلقات ہیں۔ ان میں ایک ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ انسانی فطرت اسی طرح چلتی ہے کہ پہلے ایک سوزش دعا میں تبدیل ہو اگر انسان متوجہ ہو اس بات کی طرف اور وہ سوزش کی دعا مقبول ہو جائے، اور جس نے یہ قبول کی ہے پھر اس کے لئے ایک محبت پیدا ہو جائے، پھر وہ محبت اتنا بڑھے کہ محبت کی سوزش ہر دنیا کی طلب کی سوزش سے آگے بڑھ جائے۔ یہ وہ مقام ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں فرماتے ہیں "جب ایسی حالت کو پہنچ جائے جیسے موت کی حالت ہوتی ہے تب اس کا نام صلوٰۃ ہے"۔ اب عام انسان تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہر روز، ہر لحہ اس پر ایک موت کی حالت طاری ہو لیکن یہ سوچیں کہ یہ کس کا کلام ہے۔ اس کا کلام ہے جس نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی میں آپؐ کے قدموں کے نشانات کو چومتے ہوئے سفر کیا۔ یہ لکھتے وقت لازماً آپ کی نگاہ اس آیت پر ہو گی جو پہلے بھی کئی دفعہ پڑھ چکا ہوں: ﴿قُل اِنَّ صَلاتی و نُسُکی و مَحیایَ وَ مَماتی لِلّٰہ رَبِّ العَالَمین﴾ یہ موت جو اللہ کے لئے ہوتی ہے یہ ایک پیاری موت ہے اور اس موت کے اعلان کا خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم دیتا ہے تُو اعلان کر کہ مجھے یہ موت نصیب ہو گئی ہے۔ پس عام پڑھنے والا ڈر جاتا ہے ان باتوں کو پڑھ کے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان عبارتوں کو پڑھ کے بعض کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں کہ ہم کیسے یہ سفر کر سکتے ہیں۔ ہم کون، ہماری مجال کہاں کہ روزانہ ہر وقت موت کا منہ دیکھیں۔ لیکن وہ موت جو کسی پیارے کی خاطر قبول کی جاتی ہے اسی کا دوسرا نام زندگی ہے۔ پس محیایَ ومماتی میں فرق ہی کوئی نہیں۔ اگر اللہ کے لئے ہو اور ہر لحہ ہو تو جیسے ایک دیکھنے والا دور سے موت دیکھ رہا ہے، محسوس کرنے والا اس سے زندگی پاتا ہے اور محیایَ وَمماتی کے درمیان فرق ہی نہیں کر سکتا۔ وہ ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں۔ فرمایا تب اس کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔ اب اس وقت تک پہنچنے سے پہلے ہم کیا کریں کیونکہ ایسے پر شکستہ اور بے طاقت ہیں کہ گرتے پڑتے بھی اس طرف سفر کریں، سفر بہت دراز ہے، بہت لمبا اور دور کا سفر ہے۔ اور وہ ممات اور حیات والی حالت جو میں نے بیان کی ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

عبارت کے آخر پر رکھا ہے یہ حاصل کرنی بہت مشکل ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے بعد اس مضمون کو نسبتاً آسان کرنے کی خاطر، اس سفر کو نسبتاً آسان کرنے کی خاطر فرماتے ہیں: "خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضاء و قدر کی طرف سے انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو ہر گز رہائی نہیں ہوتی۔ نماز چونکہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اگر وہ نفسانی خیالات اور جذبات سے اسے محفوظ نہ رکھے گا تب تک وہ سچی نماز ہر گز نہ ہو گی۔ نماز کے معنے ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادت کے طور پر ادا کرنے کے ہر گز نہیں۔ نماز وہ شے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانہ الوہیت پر گر پڑے"۔ خوفناک حالت، یوں لگتا ہے کہ وہ حالت بڑی خوفناک ہے لیکن مراد یہ نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ ایک شخص پہ خوف طاری ہو جائے اور پھر بے اختیار گر پڑے اسے خوفناک حالت بیان فرمایا گیا ہے۔ "روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانہ الوہیت پر گر پڑے۔ جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور تضرع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دور ہوں"۔ اب ایک طرف تو روح پگھل رہی ہے خوف میں اور دوسری طرف یہ بیان بھی ہے کہ جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقت پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ وہ پہلا روح کا پگھلنا ان عارف باللہ لوگوں کا بیان ہے جن کو یہ حالت نصیب ہو جاتی ہے لیکن ہر انسان کو یہ حالت نصیب نہیں ہوتی۔ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسا کہ یہاں بھی بیان فرمایا ہے "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں بھی یہی بات بیان فرمائی ہے کہ اگر تم پر رقت طاری نہیں بھی ہوتی تو کوشش کر کے چاہے بناوٹ کرنی پڑے، اگر کوئی بناوٹ جائز ہے تو یہاں بھی جائز ہے کہ تکلف کر کے بھی اللہ کے حضور گریہ وزاری کی کوشش کرے اور اپنے اوپر ایک قسم کا خوف طاری کرے۔ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جن کی روح خود بخود پگھل کر نہیں گرتی۔ "تضرع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دور ہوں۔ اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے اور اگر وہ استقامت اختیار کرے گا تو دیکھے گا کہ رات ہو یا دن ہو ایک نور اس کے قلب پر گرا ہے"۔ اب جو بیان بہت مشکلات کا بیان دکھائی دیتا تھا، لگتا تھا کہ انسان میں طاقت ہی نہیں ہے کہ اس چیز کو حاصل کر لے اس بیان کو آسان کرنے کی خاطر صبر اور وفا اور استقامت کا سبق دے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں تمہیں وہ رقت نصیب ہو یا نہ ہو جو طبعی حالت کا نام ہے جو رقت اپنی ذات میں بے انتہا لذت رکھتی ہے اگر نہ بھی نصیب ہو تو کوشش کرتے رہو۔ کوشش کر کے خواہ تصنع سے اپنے چہرے کو ایسا بناؤ گویا وہ رو رہا ہے۔ منتیں کرو، جو کچھ بھی ہو مسلسل جدوجہد کرتے رہو۔ یہ حالت رفتہ رفتہ نہیں بدلے گی ایک ایسا وقت آئے گا کہ خدا کو رحم آئے گا اور خدا سے مدد مانگنا اس لئے ضروری ہے۔ اپنے طور پر انسان اس حالت کو پا سکتا ہی نہیں۔ ہاں جب اللہ دیکھتا ہے اور اپنے بندے کو ایسی بے قراری اور انکساری کی حالت میں پاتا ہے کہ اسے کچھ بھی نصیب نہیں ہو رہا پھر بھی دعا نہیں چھوڑتا اس کا صبر کسی مقام پر آکر ختم نہیں ہوتا مسلسل جاری رہتا ہے۔ اس وقت فرمایا اچانک آسمان سے ایک شعلہ نور اترتا ہے اور یہ وہ حالت ہے جو ہر دنیوی حالت کو خاکستر کر دیتی ہے۔ "دیکھے گا کہ رات ہو یا دن ہو ایک نور اس کے قلب پر گرا ہے" اب رات فرمایا تو رات کی عبادتیں مراد ہیں، دن کو بھی دن کی عبادتیں مراد ہیں اور نور کے متعلق فرما دیا کہ اس کا تعلق نہ رات سے ہے نہ دن سے ہے۔ دن کو بھی نور ہی رہے گا اور رات کو بھی نور ہی رہے گا۔ ایسا نور ہے جو صرف تمہاری راتوں ہی کو نہیں تمہارے دنوں کو بھی روشن کر سکتا ہے۔ "نفس امارہ کی شوخی کم ہو گئی ہے"۔ اب یہ آغاز ہے اس کی ترقیات کا۔ نماز میں جب یہ نور گرتا ہے تو ہر وقت جو انسانی نفس اس کو احکامات دے رہا ہے کہ یہ برائی کرو، وہ برائی کرو، یہ شوخی کم ہو جاتی ہے۔ نفس امارہ پھر اس جرأت سے اسے برائیوں کی طرف نہیں کھینچتا۔ "جیسے اژدہا میں ایک سم قاتل ہے اسی طرح نفس امارہ میں بھی سم قاتل ہوتا ہے اور جس نے اسے پیدا کیا اسی کے پاس اس کا علاج ہے"۔ اب یہ حالتیں اس قسم کی نہیں ہیں جو دنیا کے بعض صوفی آپ کو سکھاتے ہیں اور پڑھاتے ہیں کہ یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا۔ ان حالتوں میں ایسی گہری حقیقتیں ہیں کہ ادنیٰ سا بھی مبالغہ ان میں نہیں پایا جاتا۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ نور اترے گا تو ہمیشہ کے لئے تمہاری زندگی فوراً سنور جائے گی فرمایا وہ نور جب جب اترے گا نفس امارہ کی کسی شوخی کو بھسم ضرور کر دے گا۔

پس اگر متقی نماز پڑھتے ہوئے جیسا کہ نماز کا حق ہے آگے بڑھتا ہے تو اس کی نمازوں میں ہمیشہ اس کو محسوس ہو گا کہ کبھی آگے بڑھنے کا ایک ایسا رجحان ملتا ہے کہ جیسے سفر میں کوئی قدم آگے بڑھا دیا جائے اور گناہ پیچھے رہ جاتے ہیں لیکن سب گناہ یا سب گناہوں کا رجحان بیک وقت پیچھے نہیں رہتا بلکہ بعض گناہوں کا رجحان پیچھے رہ جاتا ہے اور گناہوں کی خواہش میں ایک کمی سی آجاتی ہے۔ وہ خواہش مرجھانے لگتی ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو ایک عارف باللہ کے کلام کے سوا آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گی۔ ایسی باریکی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی روح کے آغاز کا مطالعہ کیا ہے کہ اس مطالعہ کے ساتھ آپ کو دوسرے لوگوں کی روح کے مطالعہ کا علم ہو گیا۔ یعنی ضروری نہیں ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک آپ کا سفر نفس امارہ کی شوخیوں سے ہو مگر ہر دعا گو انسان جانتا ہے کہ وہ خود بھی اپنی پہلی حالت کے خلاف خدا سے مدد چاہتا ہے اور جب وہ مدد چاہتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ مدد ایک نور کے شعلے کی طرح اس پر گرتی ہے اور اس کی پہلی حالت جس سے وہ نجات چاہتا ہے اس میں فرق آجاتا ہے۔

پس ضروری نہیں کہ انبیاء یا اولیاء اللہ اپنے گناہوں کے متعلق نفس امارہ کے غلام ہوں اور پھر ان سے نجات پائیں۔ ہر شخص کا نفس کچھ نہ کچھ پیغام اسے ضرور دے رہا ہے۔ جب انبیاء حوالہ دیتے ہیں تو تو مراد یہ ہے کہ نسبتاً کم، بہت کم، اتنا کم کہ بعض دفعہ دیکھنے والے کو محسوس بھی نہیں ہو سکتا لیکن انبیاء کو خود دکھائی دیتا ہے وہ چاہتے ہیں کہ اس حالت سے مزید ترقی کریں۔ پس ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوتا ہے جو عامۃ الناس کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن جس شخص نے اپنی ان منازل کو غور سے دیکھا، بڑی گہری نظر سے ان کا مطالعہ کیا ہو وہی ہے جو تمام بنی نوع انسان کی کیفیات کو بھی سمجھ لیتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے چونکہ اس زمانے کا مربی اور معلم بنانا تھا اس لئے آپ ان باتوں میں انسانی نفسیات کی کمزوریوں میں جس گہرائی سے اترے ہیں ویسا گزشتہ چودہ سو سال کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی اور اترتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ اگر کچھ بزرگ ایسے ہونگے تو صحابہ جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے ان حالتوں کو جانتے ہوں تو ان کو ویسے ہی مجال نہیں تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے تعلیم کا کام خود اپنے ہاتھوں میں لے لیں۔ اس لئے جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ادب اور احترام کے تقاضے کے تابع اسی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ لیکن جو بعد میں علماء پیدا ہوئے ان کو یہ خیال آیا کہ بہت سی باتیں عامۃ الناس نہیں سمجھتے اور ہمیں سمجھانی چاہئیں۔ سو حوالے قرآن اور حدیث ہی کے دیتے تھے مگر سمجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ پہلے زمانے میں ابتدائی حالت میں کیوں بزرگوں نے نہیں سمجھایا۔ کچھ تو یہ کہ ان کی اپنی عرفان کی حالت ایسی تھی کہ بہت سے مسائل نظر ہی نہیں آرہے تھے۔ وہ اپنے روحانی تجربے سے جانتے تھے کہ یہ باتیں تو ٹھیک ہیں سب کہ پتہ ہو نگی گویا کہ۔ حالانکہ سب کو پتہ نہیں ہوتی تھیں۔ اور دوسرا یہ کہ اس وقت جبکہ سورج سر پر چڑھا ہو اس وقت لوگوں کو رستہ دکھانا احترام کے خلاف سمجھتے تھے۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ سے ہٹ کر کہیں دور سفر کر رہے ہوں وہاں ہمیں ایسے واقعات دکھائی دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعض ارشادات پر بعض صحابہ روشنی ڈال رہے ہیں اور بعض دوسرے ان معنوں سے اختلاف بھی کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ایسے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں جہاں اکثر احکامات پر زمانے کی گرد و غبار پڑ چکی تھی جبکہ اس زمانے کے دیکھنے والوں کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ان احکامات کی روح کیا ہے، کیوں دئے جا رہے ہیں، ان کے درمیان رابطے کیا ہیں اور اس کے علاوہ ایک یہ مشکل بھی درپیش تھی کہ مختلف علماء نے ان نصیحتوں کو جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائیں بالکل غلط سمجھ کر تکبر سے اس بات پر اصرار کیا کہ ہم ٹھیک سمجھ رہے ہیں اور یہی معنے ہیں۔ اگر یہ معنے جاری رہتے تو سارا زمانہ ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وقت پر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مامور فرمایا اور آپ فرماتے ہیں کہ "میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا"۔ یہ زمانہ میرا تقاضا کرتا تھا۔ اور پھر ایسے تجارب کی توفیق عطا فرمائی جن تجارب میں سے آپ بچپن سے گزر رہے تھے اور وہ طبعی نتیجہ اسی طرف لے جا رہا تھا جس طرح آنحضور ﷺ آپ کو ہدایت دے کر پہنچانا چاہتے تھے۔

پس یہ وہ مضمون ہے جو مسیح موعود علیہ السلام کی تمام عبارتوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور اگر ان عبارتوں کو آپ سرسری نظر سے پڑھیں گے تو بعید نہیں کہ ٹھوکر کھا جائیں کیونکہ قرآن کریم کلام الٰہی کے متعلق یہی فرماتا ہے کہ لوگ یہ دیکھ کر سوال اٹھائیں گے، تعجب کریں گے کہ یہ کلام کیسا ہے جو بعضوں کو زندگی بخشتا ہے، بعضوں کے لئے ٹھوکر کا موجب بنا دیتا ہے۔ پس ٹھوکر کا موجب ان کے لئے بنتا ہے جن کے دل ٹیڑھے ہوں اور ان کا رجحان ٹھوکر کھانے کی طرف ہو، ایسے لوگوں کے مقدر میں ٹھوکر کھانا ہی ہے۔

SATELLITE WAREHOUSE
MTV AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

لیکن بعض دفعہ ایک ایسا انسان بھی ہوتا ہے جو دل کا صاف اور پاک ہے اپنی ناسمجھی کی وجہ سے ٹھوکر کھاتا ہے۔ یہ سارے امور میرے ذہن میں ہیں اور اپنے خطبات میں میں ان باتوں کو کھول رہا ہوں تاکہ وہ سادہ لوح احمدی بھی جو بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں اٹھا کر پڑھتے ہیں اور اپنے طور پر ان کا مفہوم صحیح نہیں سمجھ سکتے کہیں وہ نہ ٹھوکر کھا جائیں۔

پس جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتوں میں آپ کو ظاہری تضاد دکھائی دے گا پہلے تو ایک کامل یقین ضروری ہے کہ لاریب فیہ جیسا کہ قرآن کریم نے شروع میں ہمیں متوجہ کر دیا تمہیں ریب دکھائی بھی دے تو جان لو کہ ہرگز ریب نہیں۔ جب یہ یقین کامل پیدا ہو جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں میں نہ کوئی تضاد ہے نہ قرآن و حدیث سے ہٹی ہوئی کوئی بات ہے پھر ان عبارتوں کو پڑھیں تو ان کے اندر آپ کو عجیب شان دکھائی دے گی۔ جو مشکل معاملات ہیں، جو مشکل مقامات ہیں تحریر کے، ان کے اندر خزینے دفن ہیں۔ جتنا آپ غور کریں گے اتنا ہی اعلیٰ درجے کے خزائن آپ کے ہاتھ آئیں گے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عبارت کے متعلق پھر میں یہ عرض کروں۔ فرمایا: "جیسے اژدہا میں ایک سمّ قاتل ہے اسی طرح نفس امّارہ میں بھی سمّ قاتل ہوتا ہے"۔ اب نفس امّارہ مین بھی سمّ قاتل ہوتا ہے۔ وہ سم جو قتل کر دے تو قتل ہونے کے بعد تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اگر نفس امارہ میں سمّ قاتل ہے تو لوگ بچیں گے کیسے۔ یہ جو سمّ قاتل ہونے کے باوجود لوگ بچ بھی جاتے ہیں اور اللہ انہیں بچا لیتا ہے اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں "جس نے اسے پیدا کیا اسی کے پاس اس کا علاج ہے"۔ وہ ڈسنے کی کوشش کرتا ہے ساتھ ساتھ خدا علاج کرتا چلا جاتا ہے۔ بہت سے ایسے زہر ہیں جو انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں لیکن بروقت اگر ان کا تریاق استعمال کیا جا تا رہے تو خواہ وہ قاتل بھی ہوں تب بھی قتل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ تو یہ بات یاد رکھیں کہ نفس امّارہ تو بہر حال ایک قاتل نفس امّارہ ہے اس کا زہر ہلاک کرنے والا زہر ہے۔ لیکن اللہ کا ایک ایسا احسان بھی ہے جو بن مانگے ہم پر ہو رہا ہے اور ان معنوں میں یہ رحمانیت کا جلوہ ہے۔ ہر انسانی نفس لازم نہیں کہ اس نفس امّارہ کے زہر سے قتل ہو جائے اور پھر اس کو زندہ نہ کیا جا سکے۔ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے اس کی رحمانیت ہے جو ساتھ ساتھ اس کا ازالہ کرتی چلی جاتی ہے۔ یہ مضمون ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ ہر خون میں شیطان دوڑ رہا ہے۔ وہ شیطان نفس امّارہ ہی تو ہے اور کون سا شیطان ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ آپ کے خون میں بھی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں میرے خون میں بھی لیکن میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ یعنی اب اس میں ڈسنے کی خواہش باقی نہیں رہی۔ پس وہ مقام حقیقی اسلام کا مقام ہے جہاں کامل امن ہے اور نفس امّارہ ان بار بار کی چوٹوں سے جو آسمانی بجلیوں سے اس کے سر پر پڑتی ہیں جو نماز کی حالت میں ایک نور کی طرح اوپر سے نازل ہوتی ہیں، اس کا سر اس حد تک کمزور ہوتا چلا جاتا ہے کہ اس میں وہ شوخی باقی نہیں رہتی۔ پھر اگلی دفعہ کچھ اور ہو جائے گا، اگلی دفعہ کچھ اور کمزور ہو جائے گا اور آخری حالت وہ حالت ہے جسے رسول اللہ کے نفسی شیطان کے مسلمان ہونے کی حالت کا نام دیا گیا ہے۔

ایک اور عبارتِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو ان مشکلات کے تصور سے انسان کو ڈرانے کی بجائے انسان کا حوصلہ بلند کرتی ہے۔ بعض دفعہ بعض احمدیوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم سے تو حضرت صاحب کی کتابیں پڑھی ہی نہیں جاتیں۔ میں نے کہا کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ انہوں نے کہا جب کتابیں پڑھتے ہیں تو لگتا ہے کہ ہم احمدی بھی نہیں، مسلمان بھی نہیں، انسان بھی نہیں جو مسیح موعود علیہ السلام ہم سے پوچھ رہے ہیں، ہم سے توقع رکھتے ہیں اس کا نام و نشان ہماری ذات میں نہیں اس لئے ڈر جاتے ہیں۔ میں نے کہا اگر ڈر جاتے ہیں تو پھر آپ کو کوئی نجات نہیں مل سکتی۔ آگے پڑھا کریں اور غور سے پڑھا کریں کہ جہاں ڈراتے ہیں وہاں اس کا تریاق بھی بتاتے ہیں، وہاں ساتھ ساتھ راہنمائی بھی فرماتے ہیں کہ اس خوف و ہراس سے بچ نکلنے کا کیا راستہ ہے۔ اب یہ عبارت اسی قسم کی عبارت ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

فرمایا: "ہماری جماعت کو چاہئے کہ ہمت نہ ہار بیٹھے یہ بڑی مشکلات نہیں ہیں۔ میں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہماری مشکلات آسان کر دی ہیں"۔ اب یہ بہت بڑا انعام ہے جو جماعت احمدیہ پر نازل ہوا ہے۔ دنیا میں اور کسی مذہبی جماعت کی مشکلات اس طرح آسان نہیں کی گئیں جس طرح جماعت احمدیہ کی مشکلات آسان کی گئی ہیں۔ کتنا بڑا خزانہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب کی صورت میں ہمارے لئے چھوڑ دیا ہے۔ اور بار بار انہی باتوں کو دہراتے ہیں، انہی باتوں کو سمجھاتے ہیں تاکہ وہ جو نہ سمجھ سکے ہوں وہ بھی سمجھ لیں۔ کس جماعت کی خدا تعالیٰ نے اس طرح مشکلات آسان کی ہیں۔ اسلئے پہلے تو یہ یقین اپنے دل میں جاگزیں کر لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے خدا تعالیٰ نے ہماری مشکلات آسان کر دی ہیں۔ "کیونکہ ہمارے سلوک کی راہیں اور ہیں"۔ یعنی باقی مذہبی جماعتوں سے اور باقی صوفیاء اور اولیاء اللہ کے مقابل پر ہمارے سلوک کی راہیں اور ہیں۔ ان جیسی بھیانک راہیں نہیں جیسی انہوں نے اختیار کر رکھی ہیں "ہمارے ہاں یہ حالت نہیں ہے کہ کمریں جھک جائیں یا ناخن بڑھا لیں یا پانی میں کھڑے رہیں اور چلّہ کشیاں کریں یا اپنے ہاتھ خشک کر لیں اور یہاں تک نوبت پہنچے کہ اپنی صورتیں بھی مسخ ہو جائیں"۔ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ صوفی جیسا کہ میں نے بعض پاگل صوفیوں کا ذکر کیا ہے اور ابھی ایسے بہت سے صوفی ہیں جو دنیا کی نظر میں بڑی چلّہ کشی کر رہے ہیں۔ اپنے ہاتھ سکھا لیتے ہیں، کھڑے کھڑے ہُو ہُو کرتے راتیں گزار دیتے ہیں۔ اور اس قسم کے صوفی صرف مسلمانوں میں نہیں ملتے دنیا کے ہر مذہب میں ملتے ہیں اور ہر ایسے صوفی کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ اپنے اعضاء سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ ہندو فقیروں میں بھی آپ کو ایسے ملیں گے جن کی کھڑے کھڑے ٹانگیں خشک ہو گئیں اور کھڑے ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رہی، جنہوں نے ہاتھ اٹھا اٹھا کے اتنی دیر اٹھائے رکھے کہ وہ ہاتھ مر گئے اور ان میں ہلنے کی طاقت بھی باقی نہیں رہی۔ ایسے عجیب و غریب جو مجاہدات بتائے جاتے ہیں بالکل جھوٹ ہیں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ مجاہدات سے ان کا کوئی بھی تعلق نہیں۔ فرمایا اس لئے خواہ مخواہ ڈرو نہیں۔ ہم وہ ہیں یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلام جن کو رسول اللہ ﷺ کی سنت کو دوبارہ زندہ کرنے کی توفیق ملی۔ فرماتے ہیں ہم یعنی تم لوگ اے جماعت احمدیہ وہ لوگ ہو جن پر مشکلات کو آسان کر دیا گیا ہے۔ "ان صورتوں کو اختیار کرنے سے بعض لوگ بخیال خویش باخدا بننا چاہتے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ایسی ریاضتوں سے خدا تو کیا ملتا ہے انسانیت بھی جاتی رہتی ہے"۔ یعنی ایسے فقیر اور بزعم خویش خدا نما بننے والے بد اخلاق ہو جاتے ہیں۔ اور اسی لئے میں نے ایک فقیر کا آپ کو حوالہ دیا جس کا ذکر پاکستان کی تاریخ میں محفوظ ہے۔ کیونکہ بڑے بڑے چوٹی کے باخدا بننے والے سربراہ ان کی خدمت میں ان کی گالیاں کھانے کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے، جہالت کی حد ہے۔ پس یہ بد خلق لوگ باخدا ہونے کا کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں جن کو بولنے کی بھی تمیز نہیں۔

فرمایا: "لیکن ہمارے سلوک کا یہ طریق ہرگز نہیں ہے بلکہ اسلام نے اس کے لئے نہایت آسان راہ دکھا دی ہے۔ وہ کشادہ راہ وہ ہے جس کے متعلق فرمایا 'اھدنا الصراط المستقیم' اے خدا ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے۔ "یہ دعا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھلائی ہے تو ایسے طور پر نہیں کہ دعا تو سکھا دی ہے لیکن سامان کچھ بھی مہیا نہ کیا ہو.........."۔ فرمایا چنانچہ اس سے اگلی سورۃ میں اس قبولیت کی طرف اشارہ ہے یعنی جب یہ دعا سکھائی تو محض دعا سکھا کے نہیں چھوڑ دیا فرمایا اس سے اگلی سورۃ میں ہی اس دعا کی قبولیت کی طرف اشارہ ہے جہاں یہ فرمایا 'ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْن' وہ راہ جو تم مانگ رہے ہو کشادہ راہ جس میں کوئی ٹھوکر، کوئی غلطی نہیں یہ کتاب ہے۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ کوئی شک نہیں، کوئی کجی نہیں۔ لیکن ایک بات ہے 'هُدًى لِّلْمُتَّقِيْن' اگر تم متقی ہو تو تمہاری ساری مشکلات کو یہ کتاب آسان کر دے گی۔ اگر متقی ہی نہیں تو پھر یاد رکھو کہ ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے۔ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔ پس تمہارے سفر کا آغاز ہی نہیں ہوگا۔ اگرچہ یہ رستہ تمہارے سامنے کھلا ہو گا اور یہ ایسی صراط مستقیم ہے جو کشادہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو ہمیشہ کشادہ راہ کے طور پر یاد فرمایا ہے۔ کسی مذہب کی سیدھی راہ اتنی کشادہ نہیں جو ہر چیز کو اپنے اندر سما لے کہ اس سے ہٹ کر کوئی اور راہ تلاش کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ پس ہماری ساری ضرورتیں، ہمارے سارے مسائل کا حل، ہماری نماز کی کمزوریوں کو دور کرنے کے طریقے، ہمارے الحاح، کس طرح ہمیں خدا کے حضور گرنا چاہئے، کون کون سی حالتیں ہیں جو مددگار ہوتی ہیں، کس طرح بعض دفعہ دل جھنجھوڑے جاتے ہیں، کس طرح جلدوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ وہ کون سے امور ہیں جو آپ کی عبادت کی راہ میں ممد ہونگے یہ تمام اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ قرآن کریم میں موجود ہیں اور یہی قرآن ہے جو آج ہمارا راہنما ہے جیسا کہ پہلے بھی ہمیشہ سب کا راہنما رہا ہے۔ اس مضمون کے متعلق باقی امور انشاء اللہ میں اگلے خطبے میں پیش کروں گا۔

☆......☆......☆

EURO ENTERPRISES

Sole agents for EEC , Specializing from China & Far Eastern Markets

(Listed with over 100 manufacturers for distribution rights)

Products in hand available:

1. 16" Standing Fan (U.K./ CE) £=12-00
2. Window type A/C Units £=199-00
3. Solar Caps £=3-25
4. Toys from £=1-00

Also seeking distributors/wholesalers & sales persons in various markets

CONTACT: Mr . M.S.Ahmad --175 Merton Road London SW18 5EF

Telephone: 0181-333-7000 Fax: 0181-874-9754

A Message from Hadhrat Mirza Tahir Ahmad

Head of the world-wide Ahmadiyya Muslim Community

For the Salam Memorial Conference Convened by the International Centre for Theoretical Physics, Trieste, Italy 19-22 November, 1997

In the name of Allah, most Gracious, ever Merciful.

I take this opportunity to express my gratitude to the Administrators of the International Centre for Theoretical Physics, to the convenors of this Conference and to all the delegates who took time and trouble to come to pay tribute to the cherished memory of late Prof. Dr Abdus Salam.

I express my gratitude once again to the organising body of this conference for providing me the singular satisfaction to be associated with this conference held in the honour of a unique man of genius whose extraordinary qualities of head and heart were not confined to any specific narrow field. Therein lay his true greatness which made him stand head and shoulders above his contemporary men of learning.

I knew him right from my childhood but only in a way that a child would know of stars. There was nothing intimate and personal to our relationship which began in earnest as late as in 1978 during my holiday visit to North America and Europe. Kind as he always was to the family of the Founder of the Ahmadiyya Muslim Community and also because his wife Amatul Hafeez Begum was always held dear to the heart of my late mother that he insisted for us to have a family dinner together. While our families were busy chatting together in another room Dr. Salam and I were closest together in another room. It was then for the first time that we developed a deep personal, intellectual, spiritual and cordial relationship which was to last till his death and left me mounting the departure of a most charming person whose loveliness was not confined to any narrow field of human inquiry or interest.

During that meeting it was the first time that I discovered him in the broadest perspective that he should have been discovered. He knew religion, he understood the philosophy of cryptic sufism, his knowledge of history was wide and profound. Theoretical physics was his subject, but that was not the only subject for which he had masterly command. His profound knowledge of chemistry, biology and the universe of sub-particles was amazing. His intimacy with subject of cosmology was no less surprising. But when it came to the vastness of nature and their oneness with the attributes of God it was there that he out-shone other fields of his intellectual pursuits. His theory of Unified Field must have been rooted, I believe in his intimate concept of Unity of God. He had a firm belief that everything began with Him and will end up in Him. This belief must have motivated him to scientifically prove the hypothesis of Unified Field in some areas of fundamental forces at work in Nature. During our discussions he revealed to me that he had already advanced his research to demonstrate the Unity of two other forces of nature. Had his life permitted, I am sure he could have received another Nobel Prize being able to theoretically prove the unification of two more fundamental forces of Nature.

This short tribute to the memory of his genius is not meant, however, to enlarge upon in scientific achievements. I want to share with this august gathering today only a few glimpses of Dr. Abdus Salam who did not hesitate to discuss immense complicities of his advanced scientific knowledge with an uninitiated person as I was taking all the pain to make me understand why the speed of light could not increase beyond 186000 miles per hour. Still I admire his patience with love and his conditional acceptance of what I insisted. The question was: If the properties of the medium which provides the maximum facility for light to travel were fundamentally changed to enhance the speed, could the speed for light not transcend the present limitation imposed on it. The answer was a reluctant yet a genuine nod in affirmative. Among many questions I raised to quench my thirst was regarding the incomprehensible nature of heat radiation. It could also travel at the speed of light, as though riding its wings, and it could also move so slowly as to take ages to reach the other end of the room from

انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس، ٹرائسٹ (اٹلی) کے زیر اہتمام

"سلام" یادگاری کانفرنس (۱۹ تا ۲۲ نومبر) کے موقع پر

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ منتظمین انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس کانفرنس کے محرکین اور مندوبین جو وقت نکال کر مرحوم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کی دلکش یادوں کو تازہ کرکے اور اپنے تحسین بھرے جذبات کے اظہار کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں ان سب کا شکریہ ادا کروں۔ اور اس شکریہ کا اعادہ بھی کرتا ہوں کہ اس کانفرنس کی منتظمہ نے مجھے یہ نادر موقع دیا ہے کہ میں بھی مرحوم کے ذکر خیر میں شامل ہو سکوں۔ اس کانفرنس میں شامل ہو سکوں جو ایک ایسے فہم وذہانت میں یکتا انسان کے اعزاز میں منعقد کی جارہی ہے جس کے دل ودماغ کی غیر معمولی صلاحیتیں کسی مخصوص خطہ کے لئے محدود نہ تھیں اور یہی خصوصیت ان کی حقیقی عظمت کا نشان تھی۔ جس نے انہیں اپنے ہم عصر نادر روزگار دانشوروں میں سربلند کر رکھا تھا۔

میں انہیں بچپن سے جانتا تھا لیکن صرف اس حد تک کہ جیسے ایک بچہ ستاروں کو جانتا ہے۔ مگر ایسی کوئی بے تکلفی اور ذاتی تعلق نہ تھا۔ جس سے یہ تعلق کوئی غیر رسمی خصوصیت رکھتا ہو۔ مگر یہ ۱۹۷۸ء کی بات ہے جب میں سیر و تفریح کی غرض سے شمالی امریکہ اور یورپ آیا۔ ڈاکٹر سلام، سوائے اسکے کہ بانی سلسلہ احمدیہ کے خاندان سے دلی عقیدت رکھتے تھے اور ان کی بیوی مکرمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ سے میری والدہ مرحومہ دلی محبت رکھتی تھیں۔ بس یہی تعلق تھا جس پر انہوں نے مجھ سے اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی۔ اس موقع پر جب ہماری خواتین ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھیں میں اور ڈاکٹر سلام ہم دونوں دوسرے کمرے میں محو گفتگو تھے جس سے ہمیں ایک دوسرے کے بہت قریب آنے کا موقع ملا۔ یہی وہ پہلا موقع تھا کہ ہمارے درمیان بہت گہرے ذاتی مراسم کی ابتداء ہوئی۔ یہ مراسم باہم روشن خیالی، روحانی رشتے اور مخلصانہ جذبات پر مبنی تھے۔ اور ان کی وفات تک اسی طرح قائم رہے۔ مگر وہ خوش طبع شخص جس کی دلکشی اور انسانی جذبہ کی سرشاری کسی تنگ جگہ کے لئے محدود نہ تھی۔ وہ بھی مجھے بالآخر سوگوار چھوڑ گیا۔

یہ وہ پہلی ملاقات تھی جس میں میں نے انہیں بہت کشادہ دل اور متوازن طبع انسان پایا۔ اور یہ وہ حقیقت تھی جو مجھ پر عیاں ہوئی کہ مذہب کے بارے میں ان کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ پراسرار تصوف کے فلسفے کا فہم رکھتے تھے۔ تاریخ پر ان کا مطالعہ عمیق تھا۔ نظریاتی طبیعات اگرچہ ان کا اپنا مضمون تھا مگر یہی ایک مضمون نہ تھا جس پر انہیں استادانہ عبور حاصل تھا۔ کیمسٹری کے گہرے علم کے ساتھ ساتھ علم الحیات، موجودات کے ذرات اور کائنات کے عجائب پر بھی حیرت انگیز نظر رکھتے تھے۔ لیکن جب وہ کارخانہ قدرت کی وسعت اور خدا تعالیٰ کی صفت وحدانیت کی طرف لوٹتے تھے تو اس مقام سے ان کا عرفان ووجدان، ان کے لئے ایک نئی دنیا کو اجاگر کر دیتا تھا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یونیفائیڈ فیلڈ تھیوری، خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے عقیدے سے تعلق اور ایمان کی جڑ سے پھوٹی تھی کیونکہ ان کا ایمان تھا کہ ہر چیز خدا تعالیٰ سے شروع ہوتی ہے اور اسی میں مدغم ہو جاتی ہے۔ یقیناً اسی عقیدہ نے انہیں تقویت دی کہ وہ سائنسی اعتبار سے یہ ثابت کر سکے کہ یونیفائیڈ فیلڈ تھیوری کے تحت اس کی کچھ بنیادی طاقتیں ہیں جو موجودات میں کام کرتی نظر آتی ہیں۔ ہماری اس گفتگو کے دوران انہوں نے مجھ سے اظہار کیا کہ وہ اپنی تحقیقات میں اس مسئلہ پر پہلے ہی بہت آگے بڑھ چکے ہیں کہ وہ عالم موجودات میں دو اور طاقتوں کا ادغام ثابت کر سکیں۔ اگر وہ اور زندہ رہتے تو مجھے یقین ہے کہ وہ ایک اور نوبل انعام حاصل کر پاتے جبکہ انہیں دو اور بنیادی طاقتوں کے ادغام کا مثبت نظریہ پیش کرنا تھا۔

اس مختصر وقت میں اس ذہین وفہیم انسان کی تحسین کے ساتھ ساتھ اس کی سائنسی کامیابیوں کا ذکر کرنے کا یہ موقع نہیں۔ میں تو ڈاکٹر سلام کی ایک جھلک دکھا کر اس بابرکت تقریب میں حصہ دار بن رہا ہوں۔ اس ڈاکٹر عبدالسلام کی جس نے کبھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی تھی کہ وہ جدید سائنسی علوم اور ان کی پیچیدگیوں پر مجھ جیسے عام علم رکھنے والے کے ساتھ بے تکلفانہ تبادلہ خیالات کرتے۔ ادھر میری یہ حالت کہ میری تمام تر کوششیں اس بات کو سمجھنے کی طرف لگی ہوئی تھیں کہ روشنی کی رفتار ۱۸۶۰۰۰ میل فی سیکنڈ سے آگے کیوں نہیں بڑھ سکتی۔ پھر بھی ان کے صبر کی داد دیتا ہوں کہ میرے استدلال اور بار بار کے اصرار پر انہوں نے مشروط قسم کی حامی بھری۔ میرا سوال یہ تھا کہ وہ اسباب وعلل جو روشنی کے سفر کے لئے زیادہ سے زیادہ موزوں ہیں اگر بنیادی طور پر ان میں تبدیلی ہو جائے جو روشنی کی رفتار کو تیز کر سکیں تو کیا روشنی کی رفتار اس حد سے آگے نہ بڑھے گی جو اس کی حد قائم ہے؟ ان کی طرف سے جواب اگرچہ رکا رکا سا تھا۔ لیکن ان کے سر کے ہلنے سے کچھ کچھ اثباتی جھلک ضرور نظر آتی تھی۔

میں نے اپنی پیاس بجھانے کے لئے اور بھی بہت سے سوالات کئے جن میں Heat Radiation کی نوعیت سے متعلق سوال بھی تھا۔ آخر 'شعاع' بھی روشنی کی رفتار سے چلتی ہے۔ اگرچہ یہ اپنے ہی طول موج پر سفر کرتی ہے اور آہستہ آہستہ حرکت کرتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ جہاں سے وہ آگ سلگی ہے اس کی روشنی بھی اسی ذریعہ سے باہر نکلی ہے جو عملاً کمرہ کو بھرنے کیلئے وقت نہیں لیتی۔ ایسے لگتا ہے جیسے اسے دوسری طرف پہنچنے کے لئے صدیاں لگ جائیں گی۔ اس قسم کے بے شمار متجسسانہ سوالات کی میری طرف سے بھرمار تھی اور ان کی طرف سے دیانت دارانہ طور پر پوری کوشش رہی کہ وہ آخر تک جواب دیتے رہیں۔ یہاں بھی انہوں نے بالآخر خاموش لہجے میں اقرار کیا کہ 'اشعاع حرارت' کی نوعیت کے بارے میں ایک حصہ ضرور ایسا ہے جس کو بہت سے جدید سائنس دان ابھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔

یہ اس بے تکلف اور دلربا ملاقات کی باتیں تھیں جس سے میں عبدالسلام کی عظمت کو جان سکا۔ یہ ان کے فہم و ادراک کا معراج ہی تھا جس میں ان کی عظمت پوشیدہ ہے۔ یہ تھی وہ ملاقات جس کے بعد پھر ہم کبھی جدا نہیں ہو سکے۔ میرا ان سے ہمیشہ گفتگو اور استفسار کا تعلق رہا۔ وہ اپنے پیچیدہ پیچیدہ مسائل جو انہیں درپیش ہوتے زیر بحث لاتے اور میں نے بھی ایسی ملاقاتوں کو ہمیشہ جاندار بنانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور یہ ملاقاتیں میرے لئے ازدیاد علم کا باعث ہوتی رہیں۔ ڈاکٹر سلام کا مزاج انسان دوستی کا تھا اور ان میں دوستی کا جذبہ بے انتہا اور بے حد تھا۔ وہ کسی خارجی ستائش کے محتاج نہ تھے۔ کوئی مذہبی، سیاسی، غیر ملکی یا ملکی حد اس انسان کے شفاف دل پر واقع نہیں تھی۔ عبدالسلام کے لئے انسان دوستی کا نعرہ تحسین، ٹرائسٹی کے تھیوریٹیکل فزکس کا ادارہ ہمیشہ بلند کرتا چلا آیا ہے اور ہمیشہ کرتا چلا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر سلام کی روح کو سکون بخشے اور ان نیک مقاصد کو مرہون تکمیل کرے جو انہیں دنیا میں عمر بھر عزیز رہے۔

(حضور ایدہ اللہ کے پیغام کا اردو میں مفہوم مکرم بشیرالدین احمد سامی نے تیار کیا)۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violence, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

the one where the fire is lit while the light emitted from the same source takes practically no time to fill the room.

This and many other intriguing questions were raised by me and attempted to be answered by him in full earnest until at last, as though in a confidential tone he confessed the one thing in nature which so far, even the most advanced scientists have failed to understand in the nature of heat radiation. It was during that informal fascinating meeting that I came to learn of the vastness of Dr. Abdus Salam. It was in his vastness that the uniqueness of his genius lay. Ever since that meeting we were never separated again. He continued to seek my interview to help him resolve various problems which confronted him from time to time and I never failed to make best use of such meetings to enhance my own knowledge.

His philanthropist attitude was boundless. It had no outer-limits nor was it complimented from within. No religious, political, ethnic or nationalistic boundaries were chartered on his purely human heart. The institution of Theoretical Physics at Trieste has always paid and will always pay a lasting ovation to the humanist in him - Abdus Salam.

Allah bless his soul in the hereafter and bless the noble objectives he pursued in the vastness of the material world he has left behind.

نماز میں لذّت و ذوق حاصل کرنے کی دعا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"نماز کیا چیز ہے۔ نماز اصل میں رب العزۃ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی۔ اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذّت اور ذوق آنے لگے گا۔ جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزہ آتا ہے اسی طرح پھر گریہ وبکا کی لذّت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی۔ اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تاکہ صحت حاصل ہو اسی طرح اس بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں۔ اس بے ذوقی کی حالت میں یہ فرض کر کے کہ اس سے لذّت اور ذوق پیدا ہو یہ دعا کرے کہ

اے اللہ تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور میں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی تو میں تیری طرف آجاؤں گا اُس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا۔ لیکن میرا دِل اندھا اور ناشناسا ہے۔ تُو ایسا شعلہ نُور اس پر نازل کر کہ تیرا اُنس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے۔ تُو ایسا فضل کر کہ میں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جاملوں۔

جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقت پیدا کر دے گی"۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۲۱، ۳۲۲)

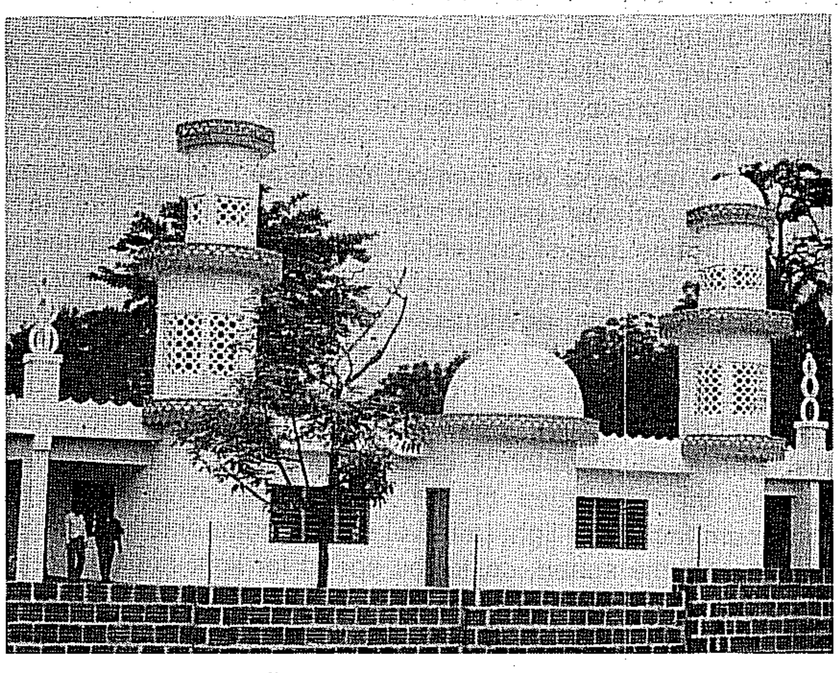

تعلیم الاسلام احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی، گھانا (مغربی افریقہ) میں نو تعمیر شدہ مسجد کا ایک خوبصورت منظر

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

مل کر خدا کی بندگی بجا لائیں۔ پہاڑوں سے مراد بڑی بڑی طاقتیں، حکومتیں اور شخصیتیں یا پہاڑی اقوام مراد ہیں اور الطیور سے مراد روحانی پرواز والے نیک لوگ۔ اور داؤد کے لئے لوہے کو نرم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ لوہے کو پگھلا کر اس سے زرہیں وغیرہ بنانے کی صنعت کا علم اور ہنر عطا کیا اور ان زرہوں کے لچکدار باریک چھلے بنانے سکھائے۔ ان ذرائع حرب کے ساتھ اعمال صالحہ کی شرط بھی تھی۔ حضرت داؤدؑ کے بعد ان کے بیٹے سلیمان کو بحری سفر اور بار برداری کی سہولتیں میسر کیں اور تانبے سے مختلف صنعتیں تیار کرنا سکھائیں۔ اور بڑی جفاکش قومیں ان کی مطیع کیں جو ان کے لئے محفوظ قلعے اور بڑے بڑے لگن اور دیگیں بناتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کی وسیع اور پر شوکت سلطنت کو ان کے ناخلف بیٹے نے خراب کر دیا۔

بدھ، ۲۴ / دسمبر ۱۹۹۷ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کی کلاس نمبر ۲۲۴ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔

اس کلاس میں سورہ السباء کی آیات ۲۳ تا ۳۸ کا ترجمہ اور تفسیر بیان کی گئی۔

آیت نمبر ۲۳ میں مشرکین کو چیلنج دیا گیا ہے کہ تمام کائنات ازل سے خدائے واحد کی ملکیت ہے اور تمہارے معبودوں کا اس میں ذرہ برابر بھی حصہ نہیں اور نہ ہی وہ کسی کی شفاعت کر سکتے ہیں۔ آیت نمبر ۲۴ میں دو گروہوں کا ذکر ہے ایک وہ جن سے قیامت کے روز گھبراہٹ اور خوف بعد میں دور کی جائے گی اور ایک گروہ خدا کے نیک بندوں اور انبیاء کا ہوگا جن سے گھبراہٹ بہت پہلے دور کر دی جائے گی تو اس گروہ سے عوام کا گروہ پوچھے گا کہ خدا نے کیا کہا ہے۔ وہ جواب دیں گے کہ خدا نے حق فرمایا ہے۔ آیت نمبر ۲۹ آنحضرت ﷺ کے عالمی نبی ہونے کی دلیل پیش کرتی ہے۔

ولکن اکثر الناس لا یعلمون کی لطیف تشریح کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اکثر لوگ عالمی نبی کے آجانے کی حقیقت کو نہیں جانتے لیکن حقیقت حقیقت ہی رہتی ہے۔ اس سے خدا کی صفت حلیم عیاں ہے۔ وہ اس بات سے بلند و بالا ہے کہ لوگ اس کی حقیقی وحدانیت کو جانتے اور سمجھتے ہیں یا نہیں۔ وہ Space کا بھی بادشاہ اور وقت کا بھی بادشاہ ہے۔ اس لئے اگر دنیا کے اکثر لوگ آنحضرت ﷺ کو نہیں جانتے تو آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپؐ کی عظمت اور اہمیت آپ کے اور آپ کے پیغام کے عالمی ہونے میں ہے اس لئے لایعلمون میں ایسے لوگوں کی محرومی کا ذکر ہے۔

جمعرات، ۲۵ / دسمبر ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۸۶ جو ۱۲ / جون ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی آج پھر سے نشر کی گئی۔ آج بھی سلفر کا ذکر ہی جاری رہا۔

جمعۃ المبارک، ۲۶ / دسمبر ۱۹۹۷ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ فرنچ بولنے والے ان احباب کی ملاقات کا پروگرام نشر ہوا جو ۲۳ / دسمبر ۱۹۹۷ء کو ریکارڈ ہوا تھا۔

☆...... خطبہ جمعہ کے آخر پر دوسرے خطبہ سے پہلے امام کے کچھ لحات کے بیٹھ جانے کی وجہ اس سے پہلے جمعہ میں بھی دریافت کی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی سنت کے علاوہ مزید تشریح میں دو احادیث بخاری اور مسلم سے پڑھ کر سنائی گئیں۔ اسی طرح سنن ابی داؤد میں دوسرے خطبے کا ذکر موجود ہے۔ مزید یہ بتایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے "ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان......" کے قرآنی الفاظ خطبہ ثانیہ میں زائد کئے۔

☆...... یہوواہ ٹنس کی طرف سے ایک سوال پیش کیا گیا کہ قرآن مجید کے متعلق آیا ہے کہ میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ بعض ایسی چیزیں جو تم پر حرام کی گئی ہیں انہیں حلال کر دوں۔ اس بارہ میں تشریح چاہئے۔ حضور انور نے تفصیل سے وضاحت فرمائی۔ اس کے علاوہ یہ سوال بھی کئے گئے: ☆...... بعض لوگ بچپن سے نفسیاتی امراض کا شکار رہتے ہیں۔ ☆...... انسانوں میں زندگی کے سلسلہ میں اتنا اختلاف کیوں پایا جاتا ہے؟، ☆...... تمام انبیاء کے والد تھے حضرت عیسیٰؑ کے والد کیوں نہیں تھے؟ ☆...... ہم ڈارون کی تھیوری کا کس حد تک تتبع کریں۔ کیا انسان واقعی بندر سے پیدا ہوا؟، ☆...... ایران میں جو حال ہی میں اسلامی کانفرنس ہوئی ہے کیا اس سے tension میں کچھ کمی ہوگی؟۔ اس سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کسی بھی ایسی کانفرنس کے نتیجے میں friction میں کمی نہیں ہوئی۔ سب اکٹھے ہو کر اسلام کے اتحاد پر تقریریں کرتے اور چلے جاتے ہیں۔ اور کچھ ہی دنوں کے بعد پھر اخبارات میں وہی اختلافات کی خبریں چھپنی شروع ہو جاتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میرے خیال میں ایسی کانفرنسیں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے درمیان مختلف ایجنڈے کے ساتھ منعقد ہونی چاہئیں۔ اسلام تمام دنیا کے سامنے پیش ہونا چاہئے۔ یہی قرآن کا مقصد ہے۔ ایسا کرنے کے لئے یہ وقت بہت مناسب ہے۔

(ا - م - چ)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر

پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

مسائل رمضان (۳)

قیامِ رمضان

(عبدالماجد طاہر - لندن)

رمضان کی راتوں کو زندہ رکھنا یعنی کم سونا اور رات کو عبادت کے لئے جاگنا بہت بڑی برکتوں اور سعادتوں کا موجب ہے۔ رات کا آخری حصہ بالخصوص قبولیت دعا اور تقرب الی اللہ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

☆...... حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کو عبادت کے لحاظ سے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا:

"من قام رمضان ایماناً و احتساباً خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه"

(سنن نسائی کتاب الصیام، باب ثواب من قام رمضان و صامه ایمانا و احتساباً)

یعنی جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالت ایمان میں اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے رات کو اٹھ کر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا۔

☆...... حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ہر رمضان ہمارے لئے ایک نئی پیدائش کی خوشخبری لے کر آتا ہے۔ اگر ہم ان شرطوں کے ساتھ رمضان میں سے گزر جائیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں تو گویا ہر سال ایک نئی روحانی پیدائش ہوگی اور گزشتہ تمام گناہوں کے داغ دھل جائیں گے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ر جنوری ۱۹۹۶ء)

☆...... قام کے لفظی معنی کھڑے ہونے کے ہیں اور مراد اس سے قیام الیل ہے۔ یعنی رمضان کے مہینہ کی راتوں میں نوافل اور نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہونا۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:

"وَمِنَ اللَّيلِ فَتَهَجد به نَافِلةً لك"

(بنی اسرائیل: ۸۰)

ترجمہ: اور رات کو بھی تو اس (قرآن) کے ذریعہ سے کچھ سو لینے کے بعد شب بیداری کیا کر، جو تجھ پر ایک زائد انعام ہے۔

عام حالات میں بھی نماز تہجد اور قیام الیل کا ثواب بہت بیان ہوا ہے لیکن ماہ رمضان میں روزہ کے ساتھ جب یہ عبادت ادا کی جاتی ہے تو اس کی جزاء اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

☆...... رات کی عبادت کا یہ وقت قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ:

"جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر رات کو ورلے آسمان پر آ جاتا ہے اور فرماتا ہے میں بادشاہ ہوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں"۔

بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ یوں اعلان فرماتا ہے کہ "ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول کی جائے اور ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے دیا جائے۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول ہو"۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ترغیب فی الدعاء والذکر فی آخر الیل والا جابة فيه)

☆...... ایک دوسری روایت میں آتا ہے حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"رات میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے جس میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی میں سے جو کچھ مانگے اس کو اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات آتی ہے"۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فی اللیل ساعة مستجاب فیها الدعاء)

☆...... حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"سب سے عالیشان وہ دربار ہے جو محرم راز لوگوں کا دربار ہے جو آدھی رات کے وقت لگتا ہے۔ اسے تہجد کا دربار کہا جاتا ہے جس میں وہ لوگ جو دنیا کی نظر سے الگ ہو کر چھپ کر خدا سے ملنا چاہتے ہیں وہ اٹھ کر خدا کے حضور حاضری دیتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ہمیں مطلع فرمایا ہے کہ اس وقت کثرت سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سے بندوں کا تعلق قائم کرنے کے لئے ایک خاص نظام جاری رہتا ہے۔ وہی نظام ہے جو لیلۃ القدر کی صورت میں ایک غیر معمولی شان کے ساتھ رمضان کے مہینے میں بھی دوبارہ لگتا ہے لیکن وہ عام نظام دربار خاص کا تو خاص بندوں کے لئے علیحدہ ملاقاتوں کے لئے لگایا جاتا ہے اس کی ایک اپنی شان ہے"۔

"اللہ کی عجیب شان ہے روزانہ علیحدہ ملاقات کا وقت دیا جاتا ہے اور آدھی رات کے بعد سے یہ دربار لگ جاتا ہے کہ جس کو توفیق ہے وہ حاضر ہو جائے۔ تو میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر رمضان کے دربار کو زندہ رکھنا ہے، اس کے فائدے جاری رکھنے ہیں تو ان درباروں میں حاضری دینا نہ چھوڑیں، پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ کوئی رمضان بھی آپ سے برکتیں لے کر نہیں جائے گا بلکہ ابدی برکتیں آپ کی جھولی میں ڈالتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ر اپریل ۱۹۹۰ء)

☆...... الغرض رات کی عبادت اور دعائیں خدا کے حضور بہت مقبول ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا نمونہ بھی عام حالات میں بہت زیادہ عبادت کرنے کا تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"آپ ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے۔ ایک دفعہ میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول، کیا اللہ نے آپ کو معاف نہیں کر دیا۔ پھر آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ عائشہ! کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں"۔

(بخاری کتاب التفسیر سورہ الفتح)

☆...... حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضورؐ ساری رات کھڑے ہو کر نماز میں یہ آیت پڑھتے رہے:

"اِن تعذّبهم فَانهُم عبادكَ وَاِن تَغفرلهم فَانكَ انتَ العزيزُالحكيم"۔

کہ اے اللہ! اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے گا تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے گا تو یقیناً تو بہت غالب اور حکمت والا ہے۔

☆...... آنحضورؐ کی اس عبادت کی کیفیت کا بھی ذکر ملتا ہے کہ راتوں کو عبادت کرتے ہوئے آپؐ کا سینہ خدا کے حضور گریاں و بریاں ہوتا۔ دل ابل ابل جاتا اور سینہ میں یوں گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی جیسے ہنڈیا کے ابلنے سے گڑگڑ کی آواز آتی ہے"۔ (شمائل ترمذی)

☆...... حضرت عائشہؓ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ آنحضورؐ رمضان المبارک میں رات کو کیسے عبادت فرماتے تھے۔ فرمایا، حضورؐ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ ایام میں بھی گیارہ رکعتوں سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ آپؐ چار رکعات ادا فرماتے۔ " ولا تسئل عن حسنهن و طولهن" اور تم ان رکعتوں کے حسن اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھو (یعنی میرے پاس الفاظ نہیں کہ حضورؐ کی اس لمبی نماز کی خوبصورتی بیان کروں)۔ پھر اس کے بعد ایسی ہی لمبی اور خوبصورت چار رکعات اور ادا فرماتے اور پھر تین وتر آخر میں پڑھتے تھے۔ (یعنی کل گیارہ رکعات)۔

(بخاری کتاب الصوم، باب فضل من قام رمضان)

☆...... حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ:

"رمضان میں تو آپ کمر ہمت کس لیتے تھے اور پوری کوشش اور محنت فرماتے تھے"۔

☆...... ایک اور روایت میں حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ:

"حضورؐ کو سوائے رمضان کے عام طور پر ساری ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے نہیں دیکھا"۔

(سنن نسائی کتاب قیام الیل و تطوع النهار، باب احیاء الیل)

☆...... ایک موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے رمضان کو تم پر فرض کیا ہے اور میں نے اس کی راتوں کی عبادت تمہارے لئے بطور سنت قائم کر دی ہے"۔ (سنن نسائی)

پس آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے رمضان کی راتوں میں سحری کے وقت نوافل ادا کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے خواہ وہ چار رکعت ہی کیوں نہ پڑھیں۔

عبادت کا یہ وقت بہت عظیم برکتوں کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " انَّ قرآنَ الفَجرِ کانَ مشهُوداً"۔ (بنی اسرائیل: ۷۹)۔ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا یقیناً اللہ کے حضور میں ایک مقبول عمل ہے۔

☆...... حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کی راتوں میں عبادت کرنے کے لئے خاص طور پر تحریک و ترغیب دلایا کرتے تھے۔ بے شک آپ عزیمت کے طور پر اس کا حکم تو نہیں دیتے تھے تاہم تلقین و ترغیب ضرور فرماتے تھے۔

☆...... حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"افضل الصلاة بعد الفريضة صلاة اليل"

فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز صلاۃ الیل (یعنی تہجد) ہے۔ (سنن نسائی کتاب قیام الیل و تطوع النهار باب فضل صلاة اليل)

☆...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جس قدر ابرار، اخیار اور راستباز انسان دنیا میں ہو گزرے ہیں جو رات کو اٹھ کر قیام اور سجدہ میں ہی صبح کر دیتے تھے۔ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ وہ جسمانی قوتیں بہت رکھتے تھے اور بڑے بڑے قوی ہیکل جوان اور تنومند پہلوان تھے؟ نہیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی قوت اور توانائی سے وہ کام ہرگز نہیں ہو سکتے جو روحانی طاقت کر سکتی ہے۔ بہت سے انسان آپ نے دیکھے ہونگے جو تین یا چار بار دن میں کھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی اغذیہ پلاؤ وغیرہ کھاتے ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ صبح تک خراٹے مارتے رہتے ہیں اور نیند ان پر غالب رہتی ہے۔ یہاں تک کہ نیند اور سستی سے بالکل مغلوب ہو جاتے ہیں کہ ان کو عشاء کی نماز بھی دوبھر اور مشکل عظیم معلوم دیتی ہے چہ جائیکہ وہ تہجد گذار ہوں"۔

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

☆...... اسی طرح فرمایا:

"آنحضرت ﷺ رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے"۔ (تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰، ۲۱)

بچوں کو سحری کے وقت اٹھا کر نوافل پڑھنے کی عادت ڈالی جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"دوسری بات رمضان میں یہ ہے کہ بچوں کو سحری کے وقت اٹھا کر کھانے سے پہلے نوافل پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔ قادیان میں یہی دستور تھا جو بہت ہی ضروری اور مفید تھا۔ جسے اب بہت سے گھروں میں ترک کر دیا گیا ہے۔ قادیان میں یہ بات رائج تھی کہ روزہ شروع ہونے سے پہلے بچوں کو عین اس وقت نہیں اٹھاتے تھے کہ صرف کھانے کا وقت رہ جائے بلکہ لازماً اتنی دیر پہلے اٹھاتے تھے کہ بچہ کم سے کم دو چار نوافل پڑھ لے۔ چنانچہ مائیں بچوں کو کھانا نہیں دیتی تھیں جب تک پہلے نفل پڑھنے سے فارغ نہ ہو جائیں۔

سب سے پہلے اٹھ کر وضو کرواتی تھیں اور پھر ان کو نوافل پڑھاتی تھیں تاکہ ان کو پتہ لگے کہ روزہ کا اصل مقصد روحانیت حاصل کرنا ہے۔ اس امر کا اہتمام کیا جاتا تھا کہ بچے پہلے تہجد پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں پھر کھانے پہ آئیں۔ اور اکثر اوقات الا ماشاء اللہ تہجد کا وقت کھانے کے وقت سے بہت زیادہ ہوتا تھا۔ کھانا تو آخری دس پندرہ منٹ میں بڑی تیزی سے کھا کر فارغ ہو جاتے تھے جب کہ تہجد کے لئے ان کو آدھ پون گھنٹہ مل جاتا تھا۔ اب جن گھروں میں بچوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب بھی دی جاتی ہے ان کو اس سلیقے اور اہتمام کے ساتھ روزہ نہیں رکھوایا جاتا بلکہ آخری منٹوں میں جب کہ کھانے کا وقت ہوتا ہے ان کو کہہ دیا جاتا ہے آؤ روزہ رکھ لو اور اسی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ یہ تو درست ہے کہ اسلام توازن کا مذہب ہے، میانہ روی کا مذہب ہے لیکن کم روی کا مذہب تو نہیں۔ اس لئے میانہ روی اختیار کرنی چاہئے۔ جہاں روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے وہاں فرض سمجھنا چاہئے۔ جہاں روزہ فرض قرار نہیں دیا وہاں اس رخصت سے خدا کی خاطر استفادہ کرنا چاہئے۔ یہ نیکی ہے۔ اسکا نام میانہ روی ہے۔ اس لئے جماعت کو اپنے روزمرہ کے معیار کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے اور روزہ کھلوانے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے اور روزہ کا معیار بڑھانے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ر مئی ۱۹۸۶ء)

نماز تراویح

شب بیداری کی حالت میں جو عبادتیں انسان نے بجا لانی ہیں ان میں نماز تراویح بھی ہے۔ یہ نماز دراصل تہجد کی نماز ہے اس لئے سحری کے وقت اسے ادا کرنا زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ لیکن اگر تہجد کے وقت اٹھنے میں حرج محسوس ہو تو پھر نماز عشاء کے بعد ہی جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔ اس نماز کے

لئے آٹھ رکعتیں ہیں۔ بعد میں تین رکعت وتر ادا کئے جاتے ہیں۔ چار رکعتوں کے بعد کچھ دیر آرام کرنا چاہئے۔

تراویح ترویحہ کی جمع ہے جس کے معنے بیٹھنے کے ہیں۔ پھر رمضان کی راتوں میں چار رکعت نفل کے بعد آرام کے لئے جو وقفہ کیا جاتا تھا اس کے لئے یہ لفظ استعمال ہونے لگا اور ان نوافل کو تراویح کہا جانے لگا۔

نماز تراویح اس لئے شروع کی گئی تاکہ معذور اور کمزور لوگ جو صبح کے وقت تہجد پر اٹھ نہیں سکتے اور ان کو زیادہ قرآن بھی یاد نہیں کہ وہ نماز تہجد میں قرآن کی تلاوت کر سکیں تو ایسے لوگوں کی سہولت کے لئے تراویح کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں رمضان میں رات کی عبادت کی سنت جاری فرمائی۔ حضرت عائشہؓ آنحضرت ﷺ کے عہد میں ایک رمضان المبارک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

"ایک روز آنحضرت ﷺ نے مسجد میں نوافل پڑھے تو کچھ لوگ بھی آپ کی اقتداء میں اس نماز میں شامل ہوگئے اور آپؐ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اگلی صبح لوگوں نے ایک دوسرے کو رات کا واقعہ بتایا۔ چنانچہ دوسری رات حاضری بڑھ گئی اور پہلے دن سے زیادہ لوگ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نوافل میں شامل ہوئے۔ دوسرے دن پھر لوگوں نے مسجد میں اس واقعہ کا ذکر کیا۔ تیسری رات حاضری اور زیادہ ہوگئی اور چوتھی رات تو حاضری کا یہ حال تھا کہ مسجد میں نمازیوں کے لئے جگہ تنگ ہوگئی لیکن آنحضورؐ نماز پڑھانے تشریف نہیں لائے۔ بعض لوگ بلند آواز سے نماز، نماز کہہ کر آنحضورؐ کو بلانے کی کوشش کرتے رہے لیکن آپؐ تشریف نہ لائے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے لئے جب حضورؐ تشریف لائے تو نماز کے بعد فرمایا۔ رات کو باجماعت نوافل کی ادائیگی کے لئے تمہارے آنے اور انتظار کرنے کا مجھے علم ہوگیا تھا لیکن میں اس اندیشہ سے رک گیا کہ مبادا رات کی نماز کو فرض قرار دے دیا جائے اور پھر تم اس ادائیگی سے عاجز آ جاؤ۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب الترغیب فی قیام رمضان و ھو التراویح)

یعنی رسول اللہؐ کی معیت میں التزام کے ساتھ رات کے نوافل ادا کرنے سے اگر امت اسے مسلمانوں پر واجب سمجھ کر اس پر عمل شروع کر دیتی تو عام لوگوں کے لئے اس کی ادائیگی مشکل ہو جاتی۔ اس لئے شفقت علی الامت کے خیال سے آنحضورؐ اس سے رک گئے۔ تاہم اس سے رمضان میں رات کے قیام کی سنت بہر حال قائم ہوگئی۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "و سننتُ لکم قیامہ" کہ رمضان کی راتوں میں عبادت کی سنت میں نے تمہارے لئے قائم کر دی ہے۔

نماز تراویح کا آغاز کب اور کس طرح ہوا

آنحضرت ﷺ کی اسی سنت کے مطابق مذکورہ بالا واقعہ کے پس منظر میں تراویح کا موجودہ طریق حضرت عمرؓ کے عہد مبارک میں باقاعدہ طور پر شروع ہوا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابن شہاب زہری تابعی بیان کرتے ہیں:

"رمضان میں قیام الیل عام طور پر انفرادی عبادت کے طور پر ادا کی جاتی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں خلافت ابو بکرؓ اور خلافت عمرؓ کے ابتدائی دور میں یہی طریق رہا۔

اس کے بعد کا واقعہ ہے کہ رمضان المبارک کی ایک رات حضرت عمرؓ مدینہ میں نکلے۔ مسجد نبوی کی طرف تشریف لے گئے۔ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ تھا۔ لوگ مسجد میں مختلف گروہوں اور ٹولیوں کی صورت میں نوافل پڑھ رہے تھے۔ کہیں اکیلا آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا تھا تو کہیں کچھ لوگ باجماعت نوافل ادا کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ اگر ان لوگوں کو ایک قاری (حافظ) کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ بہتر ہوگا اور پھر آپ نے فیصلہ فرمادیا۔ اور حضرت ابی بن کعبؓ کو جو قرآن کریم کے بڑے اچھے قاری تھے نماز تراویح کے لئے امام مقرر فرمایا۔

اس واقعہ کے راوی عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ پھر اس واقعہ کے بعد ایک اور رات کا ذکر ہے۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ میں نکلا تو لوگ قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ نئی تجویز کتنی اچھی ہے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا وہ عبادت جس سے تم رات کے آخری حصہ میں سوئے ہوتے ہو وہ اس سے افضل ہے جو تم اب ادا کر رہے ہو۔ آپ کی مراد آخری رات میں نماز تہجد ادا کرنے سے تھی۔ اور لوگ رات کے پہلے حصہ میں نفل پڑھتے اور تراویح میں قرآن سنتے تھے۔

(بخاری، کتاب الصوم، باب فضل من قام رمضان)

اس طرح حضرت عمرؓ خلیفہ راشد نے امت پر شفقت فرماتے ہوئے ایک نسبتاً سہولت کا انتظام ان کے لئے کر دیا کہ جن لوگوں کو صبح تہجد میں باقاعدگی سے بیدار ہونا مشکل ہے اور قرآن کریم بھی زیادہ یاد نہیں کہ وہ اس کی تلاوت کر سکیں۔ ان کے لئے یہ نہایت عمدہ انتظام کر دیا کہ قرآن کریم ایک قاری سے سن سکیں۔ اور ظاہر ہے قرآن کریم کا سننا بھی اتنا ہی باعث ثواب ہے جتنا اس کا پڑھنا۔ خود آنحضرت ﷺ حضرت ابی بن کعبؓ سے کہہ کر قرآن سنا کرتے تھے اور خود ان کو بھی سناتے تھے۔ اور جبرئیلؑ کے ساتھ بھی آپ قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے تھے۔ یعنی قرآن کریم سنتے بھی تھے اور سناتے بھی تھے۔

اس لحاظ سے نماز تراویح میں یہ حسن ہے کہ قرآن کریم کا دور اس میں مکمل ہو جاتا ہے۔ اور قرآن سنا جاتا ہے۔ تاہم اپنے وقت کے لحاظ سے افضل نماز تہجد ہی ہے۔

☆...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رمضان شریف میں رات کو اٹھنے اور نماز پڑھنے کی تاکید ہے لیکن عموماً محنتی مزدور، زمیندار لوگ جو ایسے اعمال بجالانے میں غفلت دکھاتے ہیں اگر اول شب میں ان کو گیارہ رکعت تراویح بجائے آخری شب کے پڑھادی جائے تو کیا یہ جائز ہوگا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ "کچھ حرج نہیں پڑھ لیں"۔

(البدر ۱۸ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح اور تہجد دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہو تو بہر حال تہجد افضل ہے اسے اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی کو تہجد کے ساتھ تراویح میں بھی قرآن شریف سننے کی توفیق ملتی ہو تو اس کی سعادت ہے کہ وہ دہرا ثواب حاصل کرتا ہے۔ ☆......☆......☆

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

قاتل کی جان بخشی کا حق حکومت کو ہونا چاہئے یا مقتول کے وارث کو

سعودی عرب میں کام کرنے والی دو نرسوں Deborah Parry اور Lucille McLaughlan پر الزام ہے کہ انہوں نے اپنی ایک رفیقہ کار آسٹریلوی نرس Yvonne Gilford کو مار مار کے ہلاک کر دیا ہے۔

سعودی عرب کے قانون کے مطابق صرف مقتولہ کے وارث کو اختیار ہے کہ موت کی سزا سنانے کی صورت میں خون بہا وصول کر کے ملزموں کی جان بخشی کر دے اور اگر وہ اس پر راضی نہ ہو تو قاتلوں کے سر قلم کر دئے جائیں گے۔ برطانیہ اور آسٹریلیا دونوں حکومتیں مقتولہ کے بھائی Mr.Frank Gilford کو اپیل کر چکے ہیں کہ وہ خون بہا لے کر ملزموں کو معاف کر دیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگ ان سے یہ مطالبہ کر چکے ہیں لیکن وہ ہر بار یہی کہتے ہیں کہ ان کا اپنی بہن کے قاتلوں کو معاف کرنے کا ہرگز کوئی ارادہ نہیں۔ یہ معاملہ آسٹریلیا کی اخباروں وغیرہ میں کثرت سے آ رہا ہے۔ مختلف ماہرین قانون، چرچ کے نمائندے اور اخباروں میں لکھنے والے اس پر اظہار خیال کر چکے ہیں۔ چونکہ اسلام کی سزا قصاص اور دیت (خون بہا) کا ذکر بھی ان میں اکثر ہو تا رہا ہے اس لئے خاکسار ان کی آراء کا خلاصہ قارئین الفضل کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے۔

ایک کالم نویس Barbara Drury لکھتی ہیں:

"قتل کے ملزموں کے وکلاء نے گلفورڈ سے کہا ہے کہ وہ ملزمان کو معاف کر دیں۔ نیز ان سے پبلک طور پر بھی اپیل کی گئی ہے کہ وہ عیسائی رحم دلی (Christian Compassion) کا مظاہرہ کریں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجرموں سے رحم کرنے میں عیسائیت اور اسلام میں کوئی خاص فرق نہیں جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت کا حکم دونوں مذاہب میں ہے اور اس کا یہ مقصد نہیں کہ ہر کوئی ٹولہ کسی جرم کا انتقام لینے کے لئے مجرم کی آنکھیں باہر نکال کر پھینکتا پھرے بلکہ اصل مقصد ایسی سزا دینا ہے جو جرم کی نوعیت سے مطابقت رکھتی ہو"۔

آسٹریلیا نے اپنا قانون انصاف برطانیہ سے ورثہ میں پایا ہے جس میں چودھویں صدی میں ملزم کو سزا دینے یا معاف کرنے کا اختیار افراد کے ہاتھ سے لے کر حکومت کے سپرد کر دیا گیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ افراد خود ہی ایک دوسرے کے خلاف انتقامی کارروائیاں نہ کرتے پھریں اور ایک مستحکم حکومت خود مجرموں کو سزا دے۔ چنانچہ اس وقت سے قتل کا جرم بادشاہ کے امن (King's Peace) کے خلاف مجرمانہ کارروائی قرار دیا جا چکا ہے۔ شروع شروع میں جج کی مدد ایک ایسی جیوری کرتی تھی جو ایک طرح سے گواہوں کا کام کرتی تھی۔ لیکن بتدریج وہ اس مقام سے ہٹتی گئی اور آخر ایسے افراد پر مشتمل ہونے لگی جن کو جرم کے وقوعہ کا کچھ علم نہ ہوتا تھا بلکہ صرف گواہوں پر انحصار رکھتے تھے۔ یہ بتاتے ہوئے سڈنی کے ڈائریکٹر پراسیکیوشنز Nick Cowdery نے کہا: "اس میں حکمت یہ تھی کہ تمام شہری جرائم کو دبانے اور مجرموں کو سزا دینے کا اپنا اختیار حکومت کے سپرد کرتے ہیں اور یوں وہ اپنے حق سے حکومت کے حق میں دستبردار ہوگئے چنانچہ ہمارے فوجداری انصاف (Criminal Justice) کا رحم کرنے کا حق عدلیہ کو حاصل ہوگیا ہے اور ہم اسی کو انصاف کہتے ہیں .... اس لئے ہم اس بات کے خلاف ہیں کہ سزا مقرر کرنے میں یا دینے میں ظلم کا نشانہ بننے والے افراد (Victims) کو کوئی بھی دخل ہو"۔

برطانوی مقتولہ نرس کے والد Gary Lynch کہتے ہیں کہ:

"سزا دہی یا معافی کا اختیار مقتولہ کے خاندان کو نہیں دینا چاہئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے شدید غم و غصہ کی کیفیت میں صحیح فیصلہ نہیں کر سکتے"۔

مسٹر پیٹر جنسن (Peter Jensen) جو عیسائیوں کے Moore Theological College کے پرنسپل ہیں کہتے ہیں کہ: "رحم کا آخری اختیار خدا کو ہوتا ہے اور افراد نے اپنا رحم کرنے کا اختیار خدا کے سپرد کیا ہوتا ہے چونکہ ہمارا قانونی نظام اصلاً عیسائی کلچر ہی کی ترقی یافتہ شکل ہے اس لئے رحم کرنے کا حق خدا کے وزیروں (God's Ministers) کو ہوتا ہے یعنی حکومت اور عدلیہ کو"۔

اس پر کالم نگار باربرا یوں تبصرہ کرتی ہیں:

"اسلامی قانون میں بھی اصل اختیار خدا ہی کے ہاتھ ہوتا ہے۔ تاہم سزا دہی کا اختیار خدا کی طرف سے اس شخص کو دیا جاتا ہے جس کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہو۔ ایسے جرائم جن کا تعلق پورے معاشرہ کے ساتھ ہو ان کی سزا کا اختیار عدلیہ کو ہوتا ہے لیکن جہاں جرم کسی خاص فرد یا افراد کے خلاف سرزد ہوا ہو وہاں وہ خود یا ان کے خاندان ہی معاف کر سکتے ہیں جو ظلم کا نشانہ بنے ہوں۔ اس لئے یہ انہی کا فیصلہ ہوتا ہے۔ کہ آیا وہ آنکھ کے بدلے آنکھ پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ نقصان کا معاوضہ حاصل کرنا چاہتے ہیں یا بالکل معاف کر دینا چاہتے ہیں"۔

نیو ساؤتھ ویلز کی اسلامک کونسل کے چیئرمین علی رُود کہتے ہیں کہ:

"مقتولہ کے وارث اگر چاہیں تو قاتلوں کے لئے سزائے موت کی بجائے قید کا بھی مطالبہ کر سکتے ہیں اور ججوں کو ان کی خواہش پر غور کرنا پڑے گا"۔

(ماخوذ از سڈنی ہیرلڈ ۲۸ر اور ۳۱ر مئی ۱۹۹۷ء)

یہ فقہی معاملات ہیں اس لئے ماہرین فقہ ہی اس پر اپنی رائے کا اظہار کریں تو بہتر ہے۔

☆......☆......☆

Watch Huzur everyday on Intelsat

Zee Cards & Dec.
Rec. LNB Dish
are available
Zee TV Authorised Agent

>SUPER OFFER<

ASIA Net, APNA Tv.
Decoder is available: Just call or Fax

Saeed A.Khan
TEL: 0049 8257 1694
FAX: 0049 8257 928828

اٹلی میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کے اعزاز میں

ایک یادگاری تقریب

اٹلی میں فزکس کی دنیا کے مشہور و معروف مرکز "انٹر نیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس" کی جانب سے ۱۹ر نومبر سے ۲۲ر نومبر ۱۹۹۷ء ایک سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں دنیا کے معروف سائنسدانوں نے اپنے مقالے پڑھے۔ اس موقع پر کانفرنس کا ایک دن "عبدالسلام یادگاری دن" کے طور پر بھی مخصوص کیا گیا جس میں انٹر نیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس کے ڈائریکٹر جناب پروفیسر Migual Virasoro نے یہ تجویز پیش کی کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے سب سے موزوں بات یہ ہوگی کہ ہم اس ادارہ کو عبدالسلام کے نام سے منسوب کر کے اس کا نام "عبدالسلام انٹر نیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس" رکھیں۔ چنانچہ اس تجویز کا تمام مندوبین کی طرف سے پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔

اس موقع پر امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ کی خدمت میں بھی پروفیسر M.A.Virasoro نے خاص پیغام کی درخواست کی تھی جسے حضور نے منظور فرمایا۔ اور یہ خصوصی پیغام ۲۱ر نومبر کو عبدالسلام یادگاری دن کے موقع پر مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کے بیٹے مکرم احمد سلام نے پڑھ کر سنایا۔ (حضور ایدہ اللہ کے پیغام کا مکمل متن اور اس کا اردو میں مفہوم الگ شائع کیا جارہا ہے)۔

اس تقریب میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے خاندان کے سبھی افراد کو مدعو کیا گیا تھا۔ اسی شام اس تقریب کے شایان شان Adriatico Guesthouse میں ایک ڈنر کا بھی اہتمام تھا۔

اس یادگاری تقریب میں پروفیسر Virasoro نے کہا کہ ایسے عظیم انسان کے لئے یہی سب سے موزوں خراج عقیدت ہے جبکہ ڈاکٹر سلام مرکز کے بانی بھی تھے اور ۱۹۶۰ء میں ڈاکٹر سلام نے ہی یہ تجویز پیش کی تھی کہ تیسری دنیا کے طبیعات کے ماہرین کے لئے ایک علیحدہ ادارہ ہونا چاہئے جو مغربی اور مشرقی دنیا کے جدید سائنس دانوں سے روابط رکھ سکے۔ اس وقت یہ ادارہ ۸۰ فیصد ترقی یافتہ ممالک کے سائنس دانوں کے لئے ۷۰ ہزار مطالعاتی دوروں کی کفالت بہم پہنچا چکا ہے تاکہ وہ ترقی یافتہ ملکوں کے ہم عصر سائنس دانوں کے شانہ بشانہ چل سکیں۔ اس بارے میں اس مرکز سے ہزارہا کی تعداد میں مقالے اور سائنسی رپورٹس منظر عام پر آچکی ہیں۔

البانیہ کے صدر پروفیسر Rexhep Meidani نے جو خود بھی ایک معروف ماہر طبیعات ہیں اور انٹر نیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس میں ریسرچ سکالر رہ چکے ہیں کہا کہ عبدالسلام نے غیر ترقی یافتہ ملکوں کے غریب سائنس دانوں کو اعزاز اور وقار دے کر جو عظیم کام کیا ہے اس سے وہ بلا شبہ تیسری دنیا کے ہیرو ہیں۔

حکومت اٹلی کے نمائندے نے کہا کہ یہ مرکز حکومت اٹلی، انٹر نیشنل انرجی ایجنسی (IAEA) اور اقوام متحدہ کے تعلیمی سائنسی اور کلچرل ادارے (UNES-CO) کے اشتراک سے کام کر رہا ہے جس کے لئے حکومت اٹلی اور City of Trieste کی جانب سے ۲۰ ملین ڈالرز کا عطیہ ملتا ہے جو کل بجٹ کا ۸۰ فیصد ہے۔ انہوں نے کہا ہم اس ادارہ پر فخر کرتے ہیں اور اس کی کارکردگی پر مکمل طور پر مطمئن ہیں۔ انہوں نے اس بات کا یقین دلایا کہ وہ تیسری دنیا کے سائنس دانوں اور بین الاقوامی فزکس برادری کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دینے والے اس ادارہ کی اسی طرح بھرپور اعانت کرتے رہیں گے۔

ڈائریکٹر جنرل IAEA جناب Hans Blix نے اس ادارہ کے نام کو عبدالسلام کے نام سے منسوب کرنے کی تجویز کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس بات کا ذکر کیا کہ اس ادارہ کے UNESCO کی زیر نگرانی آنے سے ۳۰ سال پہلے IAEA کا ادارہ اس کی معاونت میں شامل تھا۔ انہوں نے عبدالسلام کو اپنے ہم عصر سائنس دانوں میں ممتاز شخصیت اور امن کا خادم قرار دیا۔ انہوں نے کہا عبدالسلام نے اس مرکز کے منشور میں نمایاں اضافہ کیا۔ نظریاتی سائنس کے ساتھ ساتھ اس کے عملی حصوں مثلاً کمپیوٹرز، لیزرز، جیوفزکس اور میٹیریل سائنس کے مضامین کو بھی شامل کیا۔

Dr.A.Badran ڈپٹی ڈائریکٹر یونیسکو نے کہا کہ عبدالسلام نے تیسری دنیا کے سائنس دانوں کو بہت سے نئے راستے دکھائے جس کی وجہ سے غیر ترقی یافتہ ملکوں میں ان کی خدمات آئندہ آنے والی کئی دہائیوں میں یاد رہیں گی۔

ویت نام کے پروفیسر Van Hieu نے کہا کہ ویت نام میں سائنس کی حمایت میں جو کام عبدالسلام نے کیا اس کی قدر شناسی کے طور پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہنوئی Hanoi میں "سلام سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس" کا ادارہ قائم کیا جائے۔

پروفیسر Lydia Makhubu جو Third World Organisation for Women in Science کی صدر ہیں انہوں نے بتایا کہ کس طرح عبدالسلام نے سائنس دان عورتوں کو ریسرچ کے میدان میں ڈالا۔ اور سائنس ریسرچ کی دنیا میں عورت کے عظیم کردار کو ہمیشہ سراہا۔

پروفیسر J.Ziman جو ڈاکٹر سلام کے بہت قریب رہ کر انگلستان میں کام کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سلام صرف تیسری دنیا کے لئے ہی قابل فخر نہیں تھے۔ بلکہ وہ فزکس کی عام دنیا کے لئے بھی قابل احترام تھے۔ اور انہیں اس صدی کا عظیم سائنسدان اور اس دور کا آئین سٹائن کہا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا ڈاکٹر سلام کو اپنے لئے نوبل انعام کی ضرورت نہیں تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ غیر ترقی یافتہ ممالک کی عزت نفس اور خود اعتمادی بحال ہو اور اس میں اضافہ ہو۔

پاکستان کے سابق چیئرمین اٹامک انرجی کمیشن، ڈاکٹر منیر احمد خان نے کہا کہ سلام ایسے کشف بین انسان تھے جو نئے نئے ادارے تشکیل کیا کرتے تھے۔ وہ ایک ایسے محب وطن تھے کہ جنہوں نے اپنے ملک کی جی بھر کر خدمت کی۔ تیسری دنیا کے ایسے خدمت گذار تھے کہ جس نے تیسری دنیا کے سائنس دانوں میں نئی نئی امیدوں، ولولوں اور امنگوں کی روح پھونک دی۔ اس لحاظ سے وہ اس صدی کے سائنس دانوں کے قائد تھے۔ انہوں نے یاد دلایا کہ سلام پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے ۱۴ سال تک سرگرم رکن رہے۔ اور کمیشن کے مختلف منصوبوں کی رہنمائی، ترقی اور تکمیل میں گرانقدر کام کیا۔ جس میں Pinstec اور Kanupp کے منصوبے شامل ہیں۔

ڈاکٹر سلام نے جب صدر ایوب خان سے کہا کہ مجھے ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے نہ کہ امریکن قرضے کی۔ اس کے نتیجے میں صدر کینیڈی نے Revelle Commis-sion پاکستان بھجوایا تاکہ وہ پانی کی نکاسی اور سکیم کا جائزہ لے سکے۔ Surparco کے ادارہ کا قیام بھی ڈاکٹر سلام کا مرہون منت ہے جہاں سے سائنس دانوں کو تربیت پانے کے مواقع حاصل ہوئے۔ جنہوں نے بعد میں جاکر تحقیق و ترقی کے اداروں میں اور ملک کی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ مرتبے حاصل کئے۔ ڈاکٹر منیر خان نے کہا کہ ہم، جنہوں نے سائنس کی دنیا کو کھو دیا تھا، ڈاکٹر سلام ہمارے لئے ایسا دریچہ ثابت ہوئے جہاں سے ہم نے سائنس کی نئی دنیا دیکھنے کی صلاحیت حاصل کی۔

پروفیسر Pervez Hoodbhoy نے کہا کہ پروفیسر سلام کو دنیا بھر میں عزت اور احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور ہر مسلمان ملک ان پر فخر کرتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر سلام نے اپنے ملک پاکستان میں انتہائی اذیت اٹھائی۔ اور احمدیہ جماعت کا فرد ہونے کی وجہ سے عناد اور امتیازی سلوک کا شکار ہوئے۔ اس وقت جب پاکستان انہیں بھول گیا تھا ساری دنیا انہیں قدر و منزلت سے نواز رہی تھی۔

پروفیسر M.A.Virasoro کے نام ایک پیغام میں جناب محمد نواز شریف وزیر اعظم اسلامک ریپبلک آف پاکستان نے کہا کہ مجھے یہ جان کر بہت مسرت ہوئی ہے کہ انٹر نیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس کی مجلس منتظمہ کو حکومت اٹلی کا تعاون حاصل ہے۔ اور انٹر نیشنل اٹامک انرجی ایجنسی اور یونیسکو کے مشترکہ فیصلہ سے اس ادارہ کا نام ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ جناب وزیر اعظم نے کہا کہ یہ عظیم مرکز نہ صرف ان کے لئے باعث اعزاز ہے بلکہ یہ پاکستان کے لئے بھی اسی طرح عزت افزائی کا موجب ہے۔ ڈاکٹر سلام، دنیا کے بلند مرتبہ سائنس دان تھے جنہوں نے ۳۰ سال پہلے اس ادارہ کو قائم کیا۔ ہم فخر کرتے ہیں کہ وہ واحد پاکستانی ہیں جو نوبل انعام یافتہ ہیں۔ انہوں نے صدر پاکستان کے سائنسی مشیر کی حیثیت میں ۱۴ سال تک ملک کی گرانقدر خدمت سرانجام دی۔ ICTP کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے نہ صرف انہوں نے عالمی فزکس برادری کی خدمت کی بلکہ انہوں نے تیسری دنیا کے سائنسدانوں کی تربیت و رہنمائی کا مؤثر اہتمام کیا۔ انہوں نے علم کی حدود میں وسعت پیدا کی اور اپنی صلاحیتوں سے دنیا بھر میں سائنس کی ترویج میں غیر معمولی کام کیا۔ وزیر اعظم پاکستان نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اس مرکز کا نیا نام دنیا بھر کے نئے سائنس دانوں میں ایک جوش اور ولولہ پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔

(رپورٹ مرتبہ : بشیر الدین احمد سامی)

کیا آپ کو معلوم ہے ؟

ماہ رمضان المبارک میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن میں روزانہ (ماسوائے جمعۃ المبارک کے) ساڑھے گیارہ بجے سے ایک بجے تک قرآن مجید کا درس ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ درس اردو زبان میں ہوتا ہے اور اس کے رواں تراجم عربی، انگریزی، جرمن، ٹرکش، رشین وغیرہ زبانوں میں ساتھ ساتھ نشر ہوتے ہیں۔

کیا آپ اس روحانی مائدہ سے فیضیاب ہوتے ہیں؟ اور اپنے اہل خانہ اور دیگر افراد کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں؟

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم اپنے رسائل حسب ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کے بارے میں آپ اپنے تاثرات اب e-mail کے ذریعے بھی ارسال کر سکتے ہیں:

mahmud@btinternet.com

-......☆......☆......☆......-

جماعت احمدیہ دہلی سٹیٹ کی کانفرنس

آزادی ہند کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر جماعت احمدیہ دہلی سٹیٹ کی عظیم الشان چوتھی کانفرنس نئی دہلی میں منعقد ہوئی جس میں کثیر تعداد میں احمدیوں کے علاوہ غیر احمدیوں نے بھی شرکت کی۔ سابق مرکزی یونین وزیر شری وسنت ساٹھے مہمان خصوصی تھے۔ عیسائیت، ہندوازم اور اسلام کے نمائندگان نے قومی اتفاق اور بھائی چارہ پر تقاریر کیں۔ ANI نیوز ایجنسی، BBC اور ۳۵ر اخباری نمائندگان پریس کانفرنس میں شامل ہوئے۔ اس کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ ہفت روزہ "بدر" قادیان ۲ر اکتوبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے۔

-......☆......☆......☆......-

حضرت سید میر حامد شاہ صاحبؓ سیالکوٹی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا "سیالکوٹ، گجرات، گوجرانوالہ اور جہلم کے اضلاع کی سرزمین اپنے اندر اسلامی سرشت کی خاصیت رکھتی ہے۔ ان اضلاع میں بہت لوگوں نے حق کی طرف رجوع کیا اور کثرت سے مرید ہوئے"۔ ......سیالکوٹ کے مردم خیز خطہ سے تعلق رکھنے والے حضرت سید میر حامد شاہ صاحبؓ بھی حضرت اقدسؑ کے اوّلین اصحاب میں سے تھے جن کی سیرت کے بارے میں مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب کا مضمون ماہنامہ "انصاراللہ" ستمبر ۹۷ء کی زینت ہے۔

حضرت سید میر حامد شاہ صاحبؓ کا تعلق سیالکوٹ کے معروف سید خاندان سے تھا۔ سیالکوٹ کا کوچہ میر حسام الدین آپؓ کے والد ماجد کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت حکیم میر حسام الدین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ سے شرف تلمذ حاصل تھا جب انہوں نے حضور علیہ السلام سے قانونچہ اور موجز کی کتب پڑھی تھیں۔ انہیں حضرت اقدسؑ کی مہمان نوازی کا شرف بھی حاصل ہوتا رہا اور حضورؑ جب سیالکوٹ تشریف لاتے تو ان کے ہاں ہی قیام فرماتے۔ حضورؑ نے انہیں اپنا "محبّ صادق اور مخلص دوست" قرار دیا ہے۔ جب حضرت اقدسؑ دعویٰ کے بعد پہلی دفعہ فروری ۱۸۹۲ء میں سیالکوٹ تشریف لائے تو انہی کے مکان پر قیام فرمایا اور اسی دوران حضرت حکیم صاحبؓ نے بیعت کی سعادت بھی حاصل کی۔ بقول ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مؤلف "مجدد اعظم" اسی موقعہ پر علامہ اقبال نے حضورؑ کے گرد جمع ہونے والی بھیڑ کو دیکھ کر ڈاکٹر صاحب سے کہا تھا "دیکھو شمع پر کس طرح پروانے گر رہے ہیں"۔

حضرت سید میر حامد شاہ صاحبؓ کی ولادت اندازاً ۱۸۵۹ء میں ہوئی اور آپؓ کو ۱۸۹۰ء میں بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضورؑ نے ضمیمہ انجام آتھم میں ۳۱۳ر اصحاب میں آپؓ کا نام ۱۳ اویں نمبر پر درج فرمایا ہے۔ دنیاوی طور پر آپؓ نے اہلمدی سے ترقی کر کے ضلع سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہو کر پھر رجسٹرار کے معزز عہدہ پر فائز ہوئے۔ جب حضور علیہ السلام کو آپؓ کے ضلع سپرنٹنڈنٹ بننے کا علم ہوا تو حضورؑ نے فرمایا "شاہ صاحب درویش مزاج آدمی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو پسند کرتا ہے"۔ حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں آپؓ کے متعلق فرمایا "میر حامد شاہ کے بشرہ سے علامات صدق واخلاص و محبت ظاہر ہیں ......ان کا جوش سے بھرا ہوا اخلاص اور ان کی محبت صافی جس حد تک مجھے معلوم ہوتی ہے میں اس کا اندازہ نہیں کر سکتا"۔ یہ خدا کا خاص فضل تھا کہ حضرت شاہ صاحبؓ کا سارا خاندان قبولِ احمدیت سے مشرف ہو چکا تھا۔

حضرت بھائی عبدالرحمان صاحبؓ قادیانی جب اپنے گھر کو خیرباد کہہ کر سیالکوٹ آگئے تو حضرت شاہ صاحبؓ کی ہی تحریک پر قادیان پہنچے اور بیعت کی توفیق پائی۔ اسی طرح علامہ اقبال کے والد حضرت شیخ نور محمد صاحبؓ کی بیعت کے محرک بھی آپؓ اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ تھے۔ حضرت شیخ نور محمد صاحبؓ کو ۹۲-۱۸۹۱ء میں بیعت کی توفیق ملی تھی۔ ان دنوں علامہ اقبال سکول میں پڑھتے تھے اور اپنے والد کی بیعت کے بعد وہ بھی خود کو احمدی ہی شمار کرتے تھے۔ انہی دنوں سعد اللہ لدھیانوی کی نظم کے جواب میں جو اس نے حضرت اقدسؑ کے خلاف لکھی تھی علامہ اقبال نے حضورؑ کی تائید میں ایک نظم لکھی۔

۱۹۰۱ء میں حضرت اقدسؑ نے کتب کے انگریزی تراجم کے لئے ایک مستقل ادارہ "انجمن اشاعت اسلام" قائم فرمایا جس کے سرپرست خود حضورؑ تھے اور انتظامی معاملات کیلئے ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز تشکیل دیا گیا جو بیس ممبروں پر مشتمل تھا۔ اس بورڈ میں حضرت میر حامد شاہ صاحبؓ بھی شامل تھے۔ اسی طرح ۱۹۰۶ء میں جب انجمن احمدیہ کی بنیاد پڑی تو مجلس معتمدین کے عہدیداران حضورؑ نے نامزد فرمائے ان میں آپؓ کا نام بھی شامل تھا۔ ......جماعت احمدیہ کے باقاعدہ مالی نظام کی ابتداء (یعنی مارچ ۱۹۰۲ء سے قبل) جو مخلصین حسب توفیق باقاعدہ مالی جہاد میں شامل ہوا کرتے تھے ان میں سے ایک حضرت شاہ صاحبؓ بھی تھے۔

خلافتِ ثانیہ کے قیام کے وقت حضرت شاہ صاحبؓ نے مصلحتاً بیعت میں تاخیر کی تاکہ غیر مبائعین سے رابطہ رکھ کر ان کو راہِ راست پر لایا جاسکے۔ چنانچہ آپؓ ان کی مجالس میں شامل ہوتے رہے اور وہ بھی آپؓ کی عزت کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک خاص جلسہ میں انہوں نے حضرت شاہ صاحبؓ کو اپنا خلیفہ تسلیم کرتے ہوئے آپکے مشورے پر عمل کرنے کا عہد بھی کیا لیکن پھر عملاً اطاعت کرنے کے بجائے بغض و عناد میں بڑھتے ہی گئے۔ چنانچہ آپؓ نے ان سے ناامید ہو کر خلافتِ ثانیہ کی بیعت کرلی اور اپنی تاخیر کی وضاحت حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں ایک مفصل مکتوب میں بیان کی۔ بعد کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ آپؓ کی نیت صاف تھی اور حضورؓ کو بھی آپؓ پر کوئی شک نہ تھا۔ چنانچہ جب اپریل ۱۹۱۴ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک رؤیا کی بنا پر "انجمن ترقی اسلام" کے نام سے ایک انجمن کی بنیاد رکھی تو اس کے نو ممبران میں حضرت شاہ صاحبؓ کا نام بھی شامل فرمایا۔ اسی طرح اکتوبر ۱۹۱۸ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی شدید علالت کے وقت وصیت تحریر فرمائی جس میں اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لئے گیارہ افراد کی کمیٹی بنائی تو حضرت شاہ صاحبؓ کو بھی اس کمیٹی میں شامل فرمایا۔

حضرت شاہ صاحبؓ بڑے ڈیل ڈول اور پرنور چہرہ کے مالک تھے۔ منکسر المزاج اور حلیم الطبع اور رقیق القلب تھے۔ جلسہ سالانہ پر نظمیں بھی پڑھا کرتے تھے۔ آواز میں درد اور رقّت تھی اور انداز تصنع سے ایسا پاک ہوتا تھا کہ حاضرین پر بھی رقّت طاری ہو جاتی تھی۔ حضرت اقدسؑ کی موجودگی میں پہلی دفعہ آپؓ نے جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کے موقعہ پر قصیدہ مدحیہ پڑھا تھا۔ حضورؑ آپکی نظمیں پسند فرماتے اور انہیں شائع کرانے کا بھی ارشاد فرماتے تھے چنانچہ الحکم اور البدر میں آپکی متعدد نظمیں شائع شدہ ہیں۔ نیز کئی مجموعے بھی مرتب ہو کر شائع ہوئے۔ آپؓ کے کلام سے متعلق حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں "جس قدر خدا تعالیٰ نے شعر اور سخن میں ان کو قوت بیان دی ہے وہ رسالہ قول فصیح کے دیکھنے سے ظاہر ہوگی...... میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اسلام کی تائید میں اپنی نظم و نثر سے عمدہ عمدہ خدمتیں بجالائیں گے"۔

مئی ۱۹۰۲ء کے رسالہ 'مخزن' میں علامہ اقبال کے قلم سے ایک منظوم خط بعنوان "پیغام بیعت کے جواب میں" طبع ہوا۔ حضرت شاہ صاحبؓ نے اس کا منظوم جواب لکھا اور مزید یہ بھی لکھا کہ اب تک جو بھی اس آسمانی مرد کے مقابل میں آیا ہے اس کا نتیجہ آخرکار افسوسناک حالت پر منتج ہوا ہے اسلئے بہتر ہے کہ وہ اپنے قلم کو روک لیں اور اپنے زورِ طبیعت کے لئے اور میدان پسند کریں۔

حضرت شاہ صاحبؓ کے شعری مجموعات و تالیفات کی تعداد ۱۳ ہے۔ ذیل میں آپؓ کا نمونہ کلام پیش ہے۔

مسیحا سے جب تک صفائی نہ ہوگی
بلاؤں سے ہرگز رہائی نہ ہوگی
خدا کے ہیں مرسل مسیحائے موعود
بغیر ان کے اب حق نمائی نہ ہوگی
اگر تم نہ مانو گے ان کی نصیحت
وہ آئے گی شامت کہ آئی نہ ہوگی
تمہارے بھلے کی یہ باتیں ہیں ساری
کبھی ایسی پھر خیر خواہی نہ ہوگی

میسر ہو نہ دامِ نفس سے جب تک رہا ہونا
بہت مشکل ہے اس دنیا میں مرد باخدا ہونا
جنہیں فرصت نہیں کثرتِ اشغالِ دنیا سے
وہی کہتے ہیں مشکل ہے نمازوں کا ادا ہونا

۱۹۱۸ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی تشویشناک علالت کی خبر نے حضرت شاہ صاحبؓ کو مضطرب کر دیا اور آپؓ نے حضورؓ کی صحت کیلئے بہت دعائیں کیں۔ ایک دن مکان کی چھت پر چڑھ کر خاک پر سجدہ میں گر کر بہت دیر تک دعا کرتے رہے......اسی حالت میں نیچے اترے اور فرمایا کہ دعا تو قبول ہوگئی مگر میں خود بیمار ہو گیا ہوں۔ چنانچہ اسی بیماری میں ۱۵ر نومبر ۱۹۱۸ء کو آپؓ وفات پاگئے۔ سیالکوٹ میں آپؓ کی وفات کی خبر پھیلی تو مشہور ہوگیا کہ "شہر کا قطب فوت ہوگیا ہے"۔ آپؓ کو امانتاً سیالکوٹ میں دفن کیا گیا پھر بعد میں آپؓ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

حافظ سید میر حسن صاحب نے (جو علامہ اقبال کے استاد تھے اور حضرت شاہ صاحبؓ کے رشتہ میں چچا لگتے تھے) آپؓ کی وفات پر فرمایا "آج ہمارے خاندان سے تقویٰ اور پرہیزگاری رخصت ہوگئی۔ حامد شاہ میرے بھتیجے تھے۔ ان کی ساری زندگی میرے سامنے ہے اور اس میں ایک بات بھی ایسی نہیں نکل سکتی جس پر انگلی رکھی جاسکے"۔

-......☆......☆......☆......-

یوگنڈ جورنال ڈیئر جماعت کا صحافت نمبر

جرمنی سے نوجوانوں کے لئے جرمن زبان میں شائع ہونے والا سہ ماہی رسالہ "یوگنڈ جورنال ڈیئر جماعت" (بہار و گرما ۹۷ء) "صحافت نمبر" ہے جس کا مقصد نوجوانوں کو صحافت کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ چنانچہ صحافت میں دلچسپی رکھنے والوں کیلئے مکرم عاطف خالد صاحب نے اپنے مضمون میں وہ تمام معلومات پیش کی ہیں جو مستقبل کے اخبار نویسوں کے لئے مفید ہیں۔ مکرمہ عطیہ احمد ہیوبش صاحبہ نے صحافت کی مختلف اصطلاحات کا تعارف پیش کرنے کے بعد ایک عام خبر اور رپورتاژ میں فرق بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ اداریہ کا مقصد کیا ہوتا ہے، فیچر کیا چیز ہے۔ نیز اخباری زبان کا تنقیدی جائزہ بھی لیا ہے۔

جرمن زبان کے مشہور صحافی و ادیب محترم ھدایت اللہ ہیوبش صاحب نے ذاتی تجربات کی روشنی میں جرمن صحافت کی صورتحال پر بحث کی ہے۔ جرمنی میں اگرچہ بہت سے ذہنوں میں آئیڈیل صحافی کا تصور ہے لیکن حقیقت میں اگر کوئی نوجوان صحافی صاف بات کرنے کی ہمت کرے تو اسے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔...... محترم مسعود احمد خان دہلوی صاحب نے اپنے مضمون میں اچھے صحافی کے دس خواص بیان کئے ہیں مثلاً وہ چوکنا ہو، اس میں خبروں کو جان لینے کی حس ہو، جانچ پڑتال کی صلاحیت ہو اور وہ اپنا مافی الضمیر مختصر مگر جامع انداز میں بیان کرسکنے کا اہل ہو۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ہر فن مولا ہو لیکن اسے ہر شعبہ کا بنیادی علم ہونا چاہئے اور اسے مطالعہ سے اپنے علم میں اضافہ کرتے رہنا چاہئے۔

کسی کو صرف زبان کا علم ہونا اس کو قوت تحریر نہیں بخشتا بلکہ اسکے لئے کثرتِ مطالعہ کے ساتھ تحریر کی باقاعدہ مشق لازمی چیز ہے۔ مکرم تلمیذ الرحمٰن صاحب کے مضمون میں تحریر کی صلاحیت پیدا کرنے کا طریق بیان کیا گیا ہے۔

خبروں میں کسی کی عزت نفس پر حملہ کرنا ہتک عزت کے زمرے میں آتا ہے جس کے قانونی پہلوؤں پر مکرم عبدالرفیق احمد صاحب نے بحث کی ہے...... اس کے علاوہ بعض دیگر مفید مضامین بھی اس شمارے کی زینت ہیں۔

-......☆......☆......☆......-

جزیرہ نارفوک

آسٹریلیا کے دارالحکومت سڈنی سے ایک ہزار کلومیٹر دور واقع جزیرہ نارفوک کا رقبہ ۱۵ر کلومیٹر ہے اور آبادی دو ہزار۔ اس جزیرے میں گزشتہ سو برس سے کوئی قتل نہیں ہوا، کوئی ڈاکہ نہیں پڑا، چوری اور رہزنی کی واردات نہیں ہوئی۔ یہاں کاروں اور گھروں کو تالے لگانے کا رواج نہیں ہے۔ سڑک پر کوئی مسلح گروپ نظر نہیں آتا۔

۳ر افراد پر مشتمل تھانہ کے ریکارڈ کے مطابق یہاں سو برس سے سوائے ٹریفک کی معمولی خلاف ورزیوں کے کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۶ر نومبر ۹۷ء میں مکرم ہدایت اللہ ہادی صاحب کے قلم سے اس جزیرے کا مختصر تعارف شامل اشاعت ہے۔

-......☆......☆......☆......-

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

9/1/98 - 15/1/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours.
All times are given in British Standard Time. For more information please phone or fax +44 181 874 8344

Friday 9th January 1998 — 10 Ramadhan

- 00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 00.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
- 02.00 Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - Rec. 8.1.98 (R)
- 03.45 Urdu Class
- 05.00 Homoeopathy Class with Huzoor(R)
- 06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 06.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran
- 07.00 Pushto Programme
- 08.00 Kalaam-e-Shair bazabane Shair- Abdul Kareem Qudsi, Part 2
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
- 10.00 Urdu Class
- 11.00 Computers For Everyone - Part 41
- 12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 12.30 Darood Shareef and Nazm
- 13.00 Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque' London, UK
- 14.00 Bengali Programme
- 14.30 Rencontre Avec Les Francophones - Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends
- 15.30 Friday Sermon By Huzoor (R)
- 17.00 Liqaa Ma'al Arab (N)
- 18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
- 18.30 Urdu Class
- 19.30 German Service: 1)Friday Sermon
- 20.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
- 21.00 Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan
- 21.30 Friday Sermon by Huzoor (R)
- 22.45 Rencontre Avec Les Francophones - Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends.

Saturday 10th January 1998 — 11 Ramadhan

- 00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
- 02.00 Friday Sermon, Rec. 9.1.98
- 03.00 Urdu Class (R)
- 04.00 Computers For Everyone -Part 41
- 05.00 Rencontre Avec Les Francophones - Mulaqat with Huzoor with French Speaking Friends
- 06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
- 07.00 Saraiki Programme
- 08.00 Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan -(R)
- 08.45 Liqaa Ma'al Arab
- 09.45 Urdu Class
- 11.00 MTA Variety: Rozon ki Farziyyat aur Ahamiyyat by Abdus Salam Tahir Sahib
- 11.30 LIVE Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - Rec. 10.1.98
- 13.00 Tilawat, News
- 13.30 Indonesian Hour: 1) Tilawat 2)Hadith 3)Sirat un Nabi (s.a.w.)
- 14.15 Bengali Programme
- 15.00 Children's Mulaqat with Huzoor
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab
- 17.00 Arabic Programme
- 18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
- 18.30 Urdu Class (N)
- 19.30 German Service: 1) M.T.A Special Ramadhan 2) Der Diskussionskreis "Ramadhan"
- 20.30 "Guftugu ke Adaab" by Fareed A. Naveed
- 21.00 Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - Rec. 10.1.98 (R)
- 22.45 Children's Mulaqat with Huzoor

Sunday 11th January 1998 — 12 Ramadhan

- 00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 00.30 Children's Corner: Waqfeen-e-nau Zilla Ludarhaan, Host: Jamal ud Din Shams
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab
- 02.00 Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - Rec. 10.1.98 (R)
- 03.45 Urdu Class
- 05.00 Children's Mulaqat with Huzoor
- 06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 06.30 Children's Corner : Waqfeen-e-nau Zilla Ludarhaan, Host: Jamal ud Din Shams
- 07.00 Friday Sermon By Huzoor - Rec. 9.1.98
- 08.00 A Visit to the Textile Mills of Pakistan
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab -(R)
- 10.00 Urdu Class (R)
- 11.00 "Guftugu ke Adaab" by Fareed A. Naveed
- 11.30 LIVE Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - Rec. 11.1.98
- 13.05 Tilawat, News
- 13.30 Indonesian Hour: Friday Sermon Rec. 1.4.94
- 14.30 Bengali Programme
- 15.00 Question/Answer session with Huzoor, on the occasion of Majlis-e-Shura, Khuddam-ul-Ahmadiyya, Rec. 29.11.97
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab
- 17.00 Albanian Programme
- 18.05 Tilawat , Dars Malfoozat
- 18.30 Urdu Class (N)
- 19.30 German Service: 1) Eine Gedenkveranstaltung zur EHREN VON Dr. Abdul Salam Part 1 2) Kindersendung mit Amir Sahib "Ramadhan"
- 20.30 Children's Corner - Kudak No 14
- 21.00 Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - Rec. 11.1.98 (R)
- 22.45 Question/Answer session with Huzoor, on the occasion of Majlis-e-Shura, Khuddam-ul-Ahmadiyya, Rec. 29.11.97

Monday 12th January 1998 — 13 Ramadhan

- 00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 00.30 Children's Corner: Kudak No 14 (R)
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
- 02.00 Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - Rec. 11.1.98 (R)
- 03.45 Urdu Class (R)
- 05.00 Question/Answer session with Huzoor, on the occasion of Majlis-e-Shura, Khuddam-ul-Ahmadiyya, Rec. 29.11.97
- 06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 06.30 Children's Corner: Kudak No 14
- 07.00 Ramadhan ul Mubarak ki Ahamiyyat aur Barakaat - Part 1, Written by Hadhrat Khalifatul Masih II, Read by Ataul Karim Shahid
- 07.30 Quiz on Khutbaat-e-Ramadhan
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
- 10.00 Urdu Class (R)
- 11.00 Sports: Kabaddi Match (Namaishi) Waqfeene nau
- 11.30 LIVE Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK
- 13.05 Tilawat, News
- 13.30 Indonesian Hour: 1) Dars Quran, 'Al Fatiha' - Part 2
- 14.15 Bengali Programme
- 15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
- 17.00 Turkish Programme
- 18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
- 18.30 Urdu Class
- 19.30 German Service
- 20.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
- 21.00 Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - Rec. 12.1.98 (R)
- 22.45 Homoeopathy Class With Huzoor

Tuesday 13th January 1998 — 14 Ramadhan

- 00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
- 02.00 Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - Rec. 12.1.98 (R)
- 03.45 Urdu Class (R)
- 05.00 Homoeopathy Class With Huzoor
- 06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
- 07.00 Pushto Programme
- 08.00 Islamic Teachings- Rohani Khazaine
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
- 10.00 Urdu Class (R)
- 11.00 Medical Matters: Childcare , Host: Dr. Aliya Ismat, Guest: Dr. Amatur Raqeeb
- 11.30 LIVE Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
- 13.05 Tilawat, News
- 13.30 Indonesian Hour: Friday Sermon Rec. 8.4.94
- 14.15 Bengali Programme
- 15.00 Mulaqat with Huzoor (N)
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
- 17.00 Norwegian Programme
- 18.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 18.30 Urdu Class (N)
- 19.30 German Service
- 20.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran
- 21.00 Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - Rec. 13.1.98 (R)
- 22.45 Mulaqat with Huzoor (R)

Wednesday 14th January 1998 — 15 Ramadhan

- 00.05 Tilawat, Seerat-un-Nabi, News
- 00.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
- 02.00 Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - Rec. 13.1.98 (R)
- 03.45 Urdu Class (R)
- 05.00 Mulaqat with Hazoor (R)
- 06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
- 06.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran
- 07.00 Swahili Programme
- 08.00 Around The Globe - Hamari Kaenat
- 09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
- 10.00 Urdu Class
- 11.00 Roshni Da Safar
- 11.30 LIVE Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
- 13.00 Tilawat, News
- 13.30 Indonesian Hour: Dialogue on Ahamadiyyat
- 14.15 Bengali Programme
- 15.00 Mulaqat with Hazoor (R)
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab
- 17.00 French Programme
- 18.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
- 18.30 Urdu Class
- 19.30 German Service
- 20.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor
- 21.00 Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK Rec. 14.1.98 (R)
- 22.45 Mulaqat with Huzoor (R)

Thursday 15th January 1998 — 16 Ramadhan

- 00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 00.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R)
- 01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
- 02.00 Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - Rec. 14.1.98 (R)
- 03.45 Urdu Class (R)
- 05.00 Mulaqat with Huzoor
- 06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 06.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor(R)
- 07.00 Sindhi Programme.
- 08.00 Distinctive Qualities of Ahmadiyyat
- 08.55 Liqaa Ma'al Arab (R)
- 10.00 Urdu Class
- 11.00 MTA Variety: Jamaat e Ahmadiyya ke Akhbaraat aur rasa'al "Al Hukm"
- 11.30 LIVE Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
- 13.00 Tilawat, News
- 13.30 Indonesian Hour: Dars ul Quran
- 14.15 Bengali Programme
- 15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
- 16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
- 17.00 Russian Programme
- 18.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 18.30 Urdu Class
- 19.30 German Service:
- 20.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran
- 21.00 Dars ul Quran by Huzoor - Fazl Mosque UK -1998 (R)
- 22.30 MTA Variety : Kalaam-e-Shair bezabane shaair
- 23.00 Homoeopathy Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV

Al Fazl International Weekly, London

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

Vol. 5 Friday, January 9, 1998 No. 2

یہ دشمن کے شوروغوغا کاوقت ہے اوراس شوروغوغا کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں نکلنا چاہئے کہ ہم تقویٰ میں اور بھی بڑھ جائیں

یہ شوروغوغا اس بات کا مظہر ہے کہ اللہ کے فضل سے ہم تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں اور دشمن کی کچھ بھی پیش نہیں جا رہی

(جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۷ء سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا (MTA کے ذریعہ) اختتامی خطاب)

مورخہ ۲۰ر دسمبر بروز ہفتہ جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی اجلاس کی کارروائی زیر صدارت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ لندن وقت کے مطابق صبح دس بجے محمود ہال لندن میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے کی۔ تلاوت کے اس حصہ کا اردو ترجمہ مکرم مولانا نصیر احمد صاحب قمر نے پڑھ کر سنایا۔ تلاوت کے بعد مکرم چوہدری محمد الیاس صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم پاکیزہ کلام سے منتخب اشعار خوش الحانی سے سنائے جس کے بعد انگلستان کی ناصرات الاحمدیہ کی پندرہ ممبرات پر مشتمل ایک گروپ نے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی نظم ؎

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو
دیار مہدی آخر زماں میں رہتے ہو

ملکر پڑھی۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دائمی مرکز قادیان کی یاد میں پڑھے جانے والے اس دلپذیر کلام نے سامعین کے دلوں کو گداز اور دعاؤں سے بھر دیا۔

حضور انور کا خطاب ساڑھے دس بجے شروع ہوا جبکہ قادیان میں جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کی حاضری ۶۴۶۸ تک پہنچ چکی تھی۔ موسم بدستور ابر آلود تھا اور سردی کی شدید لہر آئی ہوئی تھی۔ اس کے باوجود سماجی اور سیاسی حلقوں سے بہت سی شخصیات اس جلسہ کو رونق دینے کے لئے جوش، اخلاص اور ولولوں کے ساتھ تشریف فرما تھیں۔ ان میں حکومت پنجاب کے وزیر تعلقات عامہ سردار سیوا سنگھ صاحب، گورو بابا نانک یونیورسٹی میں فزکس کے ادارہ کے رکن سردار ہرجیت سنگھ ورک، جنہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کی سائنسی خدمات پر ایک مقالہ بھی لکھا تھا وہ بھی موجود تھے۔ اسی طرح بابا ٹھاکر سنگھ صاحب کے نمائندگان، بی بی سی، زی ٹی وی، اور دور درشن ٹی وی کے نمائندے، سردار کرپال سنگھ صاحب اور دیگر معززین جلسہ میں رونق افروز تھے۔ حضور انور نے ان سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا، "السلام علیکم" اور "ست سری اکال" کا ان الفاظ میں تحفہ پیش فرمایا کہ "ہمارا وہی گرو ہے جو صرف ایک ہے"۔

اس کے بعد حضور نے اپنے خطاب کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقتباسات سے شروع فرمایا جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جلسہ ۱۸۹۷ء کے خطاب سے ماخوذ تھے اور وہ بعینہ آج بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس درد اور جذب کی تصویر کھینچ رہے تھے جس میں ڈوب کر وہ کلام بیان ہوا تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دشمن کے شوروغوغا کا وقت ہے اور اس شوروغوغا کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں نکلنا چاہئے کہ ہم تقویٰ میں اور بھی بڑھ جائیں۔ یہ شوروغوغا اس بات کا مظہر ہے کہ اللہ کے فضل سے ہم تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں اور دشمن کی کچھ بھی پیش نہیں جا رہی۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور ذلت و نامرادی ان کا مقدر رہے گی اگر آپ ان نصائح کو پیش نظر رکھیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہیں۔ اگر ایسا ہو تو قطعاً اس بات کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ دشمن کیسے کیسے غضب میں مبتلا ہے۔

حضور نے قرآن مجید کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں وہ مذہب کو الگ رکھتے ہیں اور Rationality یعنی حقیقت کو پالینے کے لئے خدا نے انسان کو جو فطری روشنی دی ہے اس کو الگ رکھتے ہیں۔ وہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ خدا عقل سے بالا ہے یا دوسرے لفظوں میں خدا عقل سے عاری ہے۔ یہ الفاظ ان کے نہیں ہوتے مگر عملاً وہ یہی کہتے ہیں۔ مگر قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جس کی تعلیم Rationality پر مبنی ہے۔ اور یہ چیز قرآنی تعلیم کو دوسروں سے ممتاز کرنے والی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس وقت توحید اور ہستی باری تعالیٰ پر شدید حملے ہو رہے ہیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے تمام دنیا میں قلم سے کام لینے والوں کی جماعت احمدیہ کو شدید ضرورت ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی نصائح کے تعلق میں جب ہم نے کارروائی ہی قلم سے کرنی ہے تو قلموں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور نے بتایا کہ اچھے اخلاق ظاہر کرنا ایک کرامت ہے اور آج بھی خدا تعالیٰ احمدیت کے ہاتھ پر یہ کرامت دکھا رہا ہے اور دنیا کے کونے کونے سے لکھو کھہا بندگان خدا اس حقیقی اسلام کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں۔ حضور نے بتایا کہ کس طرح مخلصین مالی قربانیوں میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ یہ سب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دل سے نکلنے والی دعائیں ہی ہیں جو بڑی عظمت اور شان سے پوری ہو رہی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے علوم جدیدہ حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی اور اس وقت دنیا میں احمدیت سے تعلق رکھنے والے طلباء اس طرف بڑھ رہے ہیں۔

حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت پر معارف روح پرور ارشادات سناتے ہوئے ساتھ ساتھ ان کی ضروری تشریح بیان کی اور ان کے مطالب کو اچھی طرح ذہن نشین کروایا۔ حضور نے آخر پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت ہندوستان ہر پہلو سے ہر میدان میں ترقی کر رہی ہے لیکن ابھی بہت سا سفر طے کرنا باقی ہے۔ حضور نے تمام مہمانوں کو جو دور دور سے آئے ہوئے ہیں ان کو صمیم قلب سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے دعا دی کہ جیسے وہ خوش خوش آئے ہیں ایسے ہی خوشی خوشی واپس جائیں۔

حضور نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھانے کی طرف بھی جماعت ہندوستان کو توجہ دلائی اور اس کے لئے ابھی سے تیاری کرنے کی ہدایت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے اس جلسہ کو ایک عالمی رنگ دے دیا ہے اور تمام دنیا اس میں شامل ہے لیکن قادیان میں شامل ہونے والوں کی تعداد اگلے سال کے لئے ابھی سے ٹارگٹ مقرر کریں۔ اگلے سال کم سے کم دگنا کریں لیکن اگر دگنا نہیں تو دس ہزار سے کم تو مجھے قبول نہیں ہوگا۔ اگر پندرہ بیس ہزار تک پہنچ سکیں تو سبحان اللہ۔ اللہ آپ کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ ہمیشہ حکمت کے ساتھ، اللہ کی دی ہوئی فراست کے ساتھ تدبیر بھی کریں۔ اپنے توکل، اپنے حوصلے کو بڑھائیں اور پورے یقین اور ایمان کے ساتھ اپنے لئے ٹارگٹ مقرر کریں اور ان کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

حضور ایدہ اللہ نے آخر پر حاضرین کو محبت بھری دعاؤں سے نوازا اور پھر اجتماعی دعا کروائی۔

۱۸ اور ۲۰ دسمبر کو منعقدہ افتتاحی اور اختتامی خطابات ایم ٹی اے پر ساتھ کے ساتھ نشر ہوئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس جلسہ کی برکات کو دائمی فرماتے ہوئے عالمی طور پر تمام شرکاء جلسہ کو غیر معمولی فضلوں سے نوازے۔

(رپورٹ: بشیر الدین احمد سامی و ابولبیب لندن)

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

سی آئی اے کا ایجنٹ

ایک پاکستانی ادیب جناب خالد احمد اخبار "خبریں" مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۹۷ء میں "جنرل ضیاء الحق کا قاتل کون تھا" کے زیر عنوان رقمطراز ہیں:

"کئی لوگ جنرل ضیاء الحق کے قتل کی ذمہ داری امریکہ پر عائد کرتے ہیں بیشتر صورتوں میں رائے آئی ایس آئی کی مشتہر کردہ ہے۔ جس نے سی آئی اے کے ساتھ مل کر افغان جنگ لڑی۔ آئی ایس آئی کے بریگیڈئیر یوسف نے اس رائے کو تسلیم کیا ہے کہ دراصل امریکہ نے جنرل ضیاء الحق کو مروایا۔ آئی ایس آئی کے بریگیڈئیر ترمذی نے اپنی کتاب میں لکھا کہ واقعی یہ سی آئی اے کا کام تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ ثبوت بھی دیا کہ **جنرل ضیاء سی آئی اے کا ایجنٹ تھا**"

(روزنامہ "خبریں" لاہور، ایڈیٹر ضیاء شاہد۔ ۱۰ر ستمبر ۱۹۹۷ء، صفحہ ۱۰۔ اشاعت خاص)

جماعت اسلامی کو مبارک باد

اخبار نوائے وقت (۱۵ر جولائی ۱۹۹۷ء) نے "سرِراہے" کے کالم میں ایک نیوز ایجنسی کی خبر کی بناء پر جماعت اسلامی کی قیادت کو ہدیہ تبریک پیش کیا ہے جس کا مکمل متن قارئین الفضل کے اضافہ معلومات کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

"ایک نیوز ایجنسی کی اطلاع کے مطابق کراچی میں **عیسائی برادری کے آٹھ ہزار افراد جماعت اسلامی میں شامل ہوگئے ہیں۔** کراچی کے معروف **عیسائی ایڈووکیٹ** ڈینیل بخش نے "قبول جماعت" کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی اہلیہ مسز ڈینیل بخش سمیت عیسائی برادری کے آٹھ ہزار افراد نے جماعت اسلامی کی ممبر شپ کے فارم پر کر کے جماعت کی حمایت کا فیصلہ کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت صرف جماعت کی حوصلہ مند اور دیانت دار قیادت ہی ملک کے مسائل حل کر سکتی ہے۔

جماعت اسلامی کو مبارک ہو کہ اس نے آٹھ ہزار عیسائیوں کو مشرف بہ جماعت کر لیا ہے۔ کسی زمانے میں مسلمانوں کو بھی آسانی سے جماعت کی رکنیت حاصل نہیں ہوتی تھی اور انہیں طویل عرصہ تک انتظار کرنے کے بعد رکن جماعت بنایا جاتا تھا لیکن قاضی صاحب نے جماعت کو اس قدر عوامی بنادیا ہے کہ اب اس میں عیسائی اور یہودی بھی داخلہ لے سکتے ہیں۔ صرف قادیانیوں پر جماعت کا دروازہ بند ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قاضی صاحب جماعت کو سیکولر بنانے کا عزم رکھتے ہیں۔ جماعت اسلامی ساری عمر غیر مسلموں کے لئے جداگانہ طرز انتخاب کی حمایت کرتی رہی ہے **لیکن اب خود امیر جماعت کا انتخاب مخلوط طرز انتخاب سے ہوا کرے گا۔ عین ممکن ہے کہ کچھ عرصہ بعد کوئی عیسائی بشپ امیر جماعت بن جائے"۔**

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۵ر جولائی ۱۹۹۷ء)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔